قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 5؍اگست 2022ء | 7 محرم 1444 ہجری قمری | 5؍ظہور 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 162

فرمانِ رسولؐ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مسافر حضور ﷺ کے پاس آیا۔ آپؐ نے گھر کہلا بھیجا کہ مہمان کے لئے کھانا بھجواؤ- جواب آیا کہ پانی کے سوا آج گھر میں کچھ نہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا اس مہمان کے کھانے کا بندوبست کون کرے گا۔ ایک انصاری نے عرض کیا کہ حضور! میں انتظام کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا آنحضرت ﷺ کے مہمان کی خاطر مدارات کا انتظام کرو۔ بیوی نے جواباً کہا آج گھر میں تو صرف بچوں کے کھانے کے لئے ہے۔ انصاری نے کہا اچھا تو کھانا تیار کرو، پھر چراغ جلاؤ اور جب بچوں کے کھانے کا وقت آئے تو ان کو تھپ تھپا کر اور بہلا کر سُلا دو۔ چنانچہ عورت نے کھانا تیار کیا اور چراغ جلایا۔ بچوں کو (بھُوکا ہی) سُلا دیا۔ پھر چراغ درست کرنے کے بہانے اٹھی اور چراغ بجھا دیا۔ پھر دونوں مہمان کے ساتھ بیٹھے بظاہر کھانا کھانے کی آوازیں نکالتے رہے تا کہ مہمان سمجھے کہ میزبان بھی میرے ساتھ بیٹھے کھانا کھا رہے ہیں۔ اس طرح مہمان نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور وہ خود بھوکے سو رہے۔ صبح جب وہ انصاری حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ہنس کر فرمایا کہ تمہاری رات کی تدبیر سے تو اللہ تعالیٰ بھی ہنسا۔ اسی واقعہ کے ضمن میں یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ پاک باطن اور ایثار پیشہ مخلص مومن اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں جبکہ وہ خود ضرورت مند اور بھوکے ہوتے ہیں- اور جو نفس کے بخل سے بچائے گئے وہی کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔

(ماخوذ از بخاری کتاب المناقب باب ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصة)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

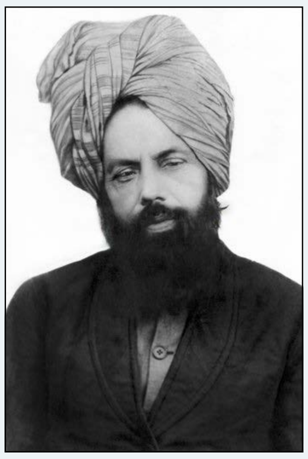

لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زاد راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر یک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی۔ اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 341 ایڈیشن 1989ء)

خدام الاحمدیہ کا عہد

اَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ

میں اقرار کرتا ہوں کہ دینی، قومی اور ملّی مفاد کی خاطر میں اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہوں گا۔

اسی طرح خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار رہوں گا اور خلیفۂ وقت جو بھی معروف فیصلہ فرمائیں گے اس کی پابندی کرنی ضروری سمجھوں گا۔ ان شاء اللہ

ارشادِ باری تعالیٰ

وَالَّذِیۡنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالۡاِیۡمَانَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ یُحِبُّوۡنَ مَنۡ ھَاجَرَ اِلَیۡھِمۡ وَلَا یَجِدُوۡنَ فِیۡ صُدُوۡرِھِمۡ حَاجَۃً مِّمَّاۤ اُوۡتُوۡا وَیُؤۡثِرُوۡنَ عَلٰۤی اَنۡفُسِھِمۡ وَلَوۡ کَانَ بِھِمۡ خَصَاصَۃٌ ؕ وَمَنۡ یُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۱۰﴾

(الحشر: 10)

ترجمہ: اور وہ لوگ جنہوں نے ان سے پہلے ہی گھر تیار کر رکھے تھے اور ایمان کو (دلوں میں) جگہ دی تھی وہ ان سے محبت کرتے تھے جو ہجرت کرکے ان کی طرف آئے اور اپنے سینوں میں اس کی کچھ حاجت نہیں پاتے تھے جو اُن (مہاجروں) کو دیا گیا اور خود اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے تھے باوجود اس کے کہ انہیں خود تنگی درپیش تھی۔ پس جو کوئی بھی نفس کی خساست سے بچایا جائے تو یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

فرمان خلیفہ وقت

یہ دیکھیں کتنی بڑی قربانی ہے۔ بچوں کو بھوکا سلا کر مہمان کو کھانا کھلا دیا۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے شاید ہی کسی کی ایسی حالت ہو اور خاص طور پر جماعتی مہمانوں کے لئے تو ایسی صورتحال اللہ تعالیٰ کے فضل سے بالکل نہیں ہے۔ وہ مہمان جو تھے جن کی خاطر اس خاندان نے قربانی دی وہ بھی جماعتی مہمان ہی تھے۔ دینی غرض سے آنے والے مہمان تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے والے مہمان تھے۔ آپؐ کے ہی مہمان تھے۔ ایسی مثالیں قائم کرکے ہمیں مہمان نوازی کی اہمیت کا سبق دیا گیا ہے۔ وہ مہمان جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان تھا۔ اُس کا ایک بہت بڑا مقام تھا اور آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے جو مہمان ہیں اُن کو بھی خدا تعالیٰ نے بڑی اہمیت دی ہے۔

پس ہر کام کرنے والے کو اس اہمیت کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ دیکھیں بظاہر یہ ظلم لگتا ہے کہ بچوں کو زبردستی بھوکا رکھا گیا۔ لیکن قربانی اور خدمت کا ایک اعلیٰ نمونہ قائم کیا گیا جس میں پورا خاندان شامل ہوگیا۔ کچھ خوشی سے اور کچھ مجبوری سے۔ یقیناً ان بچوں کو بھی خدا تعالیٰ نے بہت نوازا ہوگا۔ جیسا کہ اس آیت کے مضمون سے واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو ’’مُفۡلِحُوۡنَ‘‘ میں شامل فرمایا ہے۔

(خطبہ جمعہ 23؍اگست 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- یہ جلسہ ہے سالانہ یہ ایام مبارک (منظوم)
- حضرت مسیح موعودؑ کے نوجوان صحابہؓ کے جذبۂ عشق وفدائیت کے روح پرور نظارے
- افریقن احمدیوں کا عشق خلافت اور فدائیت کے نظارے
- انمول ہیرے

دربارِ خلافت

جلسہ سالانہ کی نعمت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور انعاموں میں سے جو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی بیعت میں آ کر ملے ایک یہ بھی ہے اور یہ بہت بڑا فضل اور انعام ہے جو ہمیں جلسہ سالانہ کی صورت میں مل رہا ہے تا کہ ہم اپنی روحانی اور اخلاقی اور علمی بہتری کے لیے کوشش کرسکیں۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے اور تقویٰ میں بڑھنے کے سامان کرسکیں۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کے لیے اپنے دلوں کو صاف کریں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلسے کے قیام کے مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کرسکیں۔ آپس میں رنجشوں اور دوریوں کو صلح اور قرب میں بدلنے کی کوشش کریں۔ اپنے آپ کو لغویات سے پاک کرنے کی کوشش کریں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ تمام باتیں جلسہ کے انعقاد کے مقصد میں بیان فرمائی ہیں۔ احمدیوں کی ایک بہت بڑی تعداد سارا سال جلسہ سالانہ کا انتظار کرتی ہے اور کیلنڈر کا اگلا سال شروع ہوتے ہی اس انتظار میں اور جلسہ کے انعقاد کے شوق میں مزید تیزی آ جاتی ہے۔ ... جلسے میں شامل ہونے کا شوق اور جلسے کا انتظار اس لیے ہوتا ہے اور ہونا چاہیے کہ جلسے کے انعقاد کے مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کریں اور جو یہ سوچ نہیں رکھتا اور اس نیت سے جلسے میں شامل نہیں ہوتا اس کا جلسے کا انتظار بھی فضول اور لغو ہے اور جلسے میں شامل ہونا بھی فضول اور لغو بات ہے۔ پس ہر شخص کو جو جلسے میں شامل ہو رہا ہے، مرد ہے یا عورت اس بات کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے کہ کیا وہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کر رہا ہے یا اس نیت سے جلسہ میں شامل ہوا ہے؟ تقویٰ میں بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے؟ اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک دوسرے کے حق ادا کرنے کی کوشش کر رہا ہے یا اس سوچ کے ساتھ یہاں آیا ہے؟ اگر نہیں تو جیسا کہ میں نے کہا کہ جلسے میں شمولیت، جلسے پر آنا فضول ہے اور کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ ماحول بے شک اثر ڈالتا ہے لیکن اس ماحول کے اثر کو قبول کرنے کے لیے انسان کی اپنی کوشش کا بھی دخل ہے۔ پس اس کے لیے ہمیں کوشش کرنی ہو گی تا کہ ان تمام باتوں کا حصول ممکن ہو اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو ہم جذب کرنے والے ہوں اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جلسہ پر آنے والوں کے لیے کی گئی دعاؤں کے بھی مستحق بنیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان لوگوں سے بیزاری کا اظہار فرمایا ہے جو اس سوچ کے ساتھ اس جلسہ میں شامل نہیں ہوتے اور اپنے عملوں کو اس کے مطابق نہیں ڈھالتے۔

پس آپؑ نے واضح فرمادیا کہ ظاہری شان و شوکت اور دکھاوے کے لیے لوگوں کو جمع کرنا مقصد نہیں ہے جس طرح گدی نشین پیر عرسوں اور میلوں کے نام پر لوگوں کو اکٹھا کر لیتے ہیں۔ بلکہ وہ مقصد جس کے لیے میں نے جلسے کا طریق اختیار کیا ہے صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی اصلاح ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کا حق بھی ادا کرنے والے ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کا حق بھی ادا کرنے والے ہوں۔ اور اپنی اصلاح نہ کرنے والوں سے صرف بیزاری کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ آپؑ نے کراہت کا بھی اظہار فرمایا ہے۔تیس ہزار یا پینتیس ہزار یا چالیس ہزار کی بھی حاضری ہو جاتی ہے تو اس کا کیا فائدہ ہے اگر آپؑ کی خواہش کو، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی خواہش کو پورا کرتے ہوئے ہم بیعت کرنے کے بعد اپنے دل میں دنیا کی محبت لیے بیٹھے ہوں اور اللہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس دنیاوی محبت پر حاوی نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کے مطابق ہم اپنی زندگیاں گزارنے والے نہیں اور ان تین دنوں میں بھی دنیا ہی ہمارے سامنے ہو۔ پس ہمیں ان باتوں پر غور کرنا چاہیے۔

(خطبہ جمعہ 5 جولائی 2019ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

دعا کا تحفہ

ہدایتِ بنی نوع انسان کی دعا

تعمیر بیت اللہ کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو دعائیں کیں ان میں ہی نوع انسان کی ہدایت کے لئے یہ عظیم الشان دعا بھی کی جس کے بارہ میں نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا کا نتیجہ ہوں۔

(تفسیر قرطبی جزء ثانی صفحہ 117)

رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ وَیُزَکِّیۡہِمۡ ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۱۳۰﴾

(البقرہ:130)

اور اے ہمارے رب! (ہماری یہ التجا بھی ہے کہ تو) انہی میں سے ایک ایسا رسول مبعوث فرما جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے اور انہیں کتاب وحکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے۔ یقینا تو ہی غالب (اور) حکمتوں والا ہے۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 27-28)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

یہ جلسہ ہے سالانہ یہ ایام مبارک

یہ جلسہ ہے سالانہ یہ ایام مبارک
ہر صبح ہو پُر نور تو ہر شام مبارک

آغاز کیا اس کا مسیحائے زماں نے
جاری ہی رہے گا یہ بہر گام مبارک

یہ مہدئ دوراں کی دعاؤں کی بدولت
قدرت نے دیا ہم کو یہ انعام مبارک

گلشن کا یہ جلسہ نہیں ، ہے ایک چمن کا
وہ چاند مگر ہو گا لبِ بام مبارک

مسرور دل وجان کو کر دیتا ہے وہ مہ
آجاتا ہے جب ہونٹوں پہ وہ نام مبارک

وہ قافلہ سالار وہ دلبر جہاں آئے
ہے باعثِ صد عزت و اکرام مبارک

یہ اس کی ہی برکات کا ثمرہ ہے کہ ہر دن
ہو جا تا ہے ہر جلسہ میں ہر کام مبارک

اس جلسہ میں بٹتی ہے مئے زہد و ذکا ہی
اس میکدے کا ہوتا ہے ہر جام مبارک

یہ وقتِ سحر آج ہوئے ذہن میں موزوں
اِ ن شعروں کی آمد کا ہے ہنگام مبارک

پوچھے جو کوئی آپ سے یہ شعر ہیں کس کے
عابد ہے تخلص مرا اور نام مبارک

مبارک احمد عابد۔ امریکہ نزیل لندن

تحقیق وترتیب: ابو سدید

حضرت مسیح موعودؑ کے نوجوان صحابہؓ کے جذبۂ عشق وفدائیت کے روح پرور نظارے

’’میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے۔‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو ایسے سچے، مخلص اور قابل رشک فدائی اور جاں نثار عطا فرمائے تھے جو ہر لحہ اپنا تن، من، دھن آپؑ کے ایک اشارہ پر قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزہ زندگی میں آپؑ پر ایمان لاکر آپؑ کی صحبت سے مستفیض ہونے والوں کو صحابہ مسیح موعودؑ کہا جاتا ہے۔ ان خوش نصیبوں کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی شناخت کی توفیق بخشی اور اس امر کی سعادت عطا فرمائی کہ وہ آپؑ کے پاس بیٹھے، آپؑ کی باتیں اپنے کانوں سے سنیں۔ آپؑ کی تعلیم کو حرز جان بنایا۔ حضرت اقدس کی قوت قدسیہ کے اثر کی وجہ سے آپؑ کے ارد گرد جو نوجوان اکٹھے ہوئے ان میں عشق و محبت اور فدائیت کا جذبہ دیکھنے کے لائق تھا، جو حضرت اقدسؑ کے بلند اور کریمانہ اخلاق کا نتیجہ تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ان جاں نثاروں کو صحابہؓ قرار دیا جو آپؑ کی زندگی میں آپ پر ایمان لائے اور جنہوں نے آپ سے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کو ایسے سچے، مخلص اور قابل فخر اور قابل رشک فدائی اور جاں نثار عطا فرمائے تھے جو ہر آن و ہر لحہ اپنا تن، من، دھن آپ کے ایک اشارہ پر قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔ اسی حوالہ سے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’صحابہؓ کی جماعت اتنی ہی نہ سمجھو۔ جو پہلے گزر چکے۔ بلکہ ایک اور گروہ بھی ہے۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے۔ وہ بھی صحابہ ہی میں داخل ہے۔ جو احمدؐ کے بروز کے ساتھ ہوں گے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ وآخرین منھم لما یلحقوا بھم یعنی صحابہ کی جماعت کو اسی قدر نہ سمجھو بلکہ مسیح موعودؑ کے زمانہ کی جماعت بھی صحابہ ہی ہوگی۔ اس آیت کے متعلق مفسروں نے مان لیا ہے کہ یہ مسیح موعود کی جماعت ہے منھم کے لفظ سے پتہ چلتا ہے کہ باطنی توجہ اور استفاضہ صحابہ ہی کی طرح ہوگا۔ صحابہ کی تربیت ظاہر طور پر ہوئی تھی۔۔۔ وہ بھی رسول اللہ ﷺ ہی کی تربیت کے نیچے ہونگے اس لیے سب علماء نے اس گروہ کا نام صحابہ ہی رکھا ہے۔‘‘

(الحکم 24 جنوری 1901ء)

حضرت مسیح موعودؑ صحابہ کی جماعت کے حوالے سے فرماتے ہیں: ’’میرا مدعا اور منشاء اس بیان سے یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور اس کی تائید میں صدہا نشان اس نے ظاہر کئے ہیں۔ اس سے اس کی غرض یہ ہے کہ یہ جماعت صحابہ کی جماعت ہو اور پھر خیر القرون کا زمانہ آجائے۔‘‘

(الحکم 17 اگست 1902ء)

آپؑ کے عشق میں مخمور جماعت

اسی طرح آپؑ کو خدا تعالیٰ نے ایسی جماعت عطا فرمائی تھی جو آپ کے عشق میں مخمور تھی اور آپ کی خاطر جان مال اور عزت کی قربانی کرنے سے ہرگز دریغ نہ کرتی تھی۔

حضرت اقدس مسیح موعود ایسی ہی جماعت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی تصنیف لطیف ’’حقیقۃ الوحی‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں۔

’’ہزار ہا انسان خدا نے ایسے پیدا کئے کہ جن کے دلوں میں اس نے میری محبت بھر دی، بعض نے میرے لئے جان دی اور بعض نے اپنی مالی تباہی میرے لئے منظور کی اور بعض میرے لئے اپنے وطنوں سے نکالے گئے اور دکھ دیئے گئے اور ستائے گئے اور ہزار ہا ایسے ہیں کہ وہ اپنے نفس کی حاجات پر مجھے مقدم رکھ کر اپنے عزیز مال میرے آگے رکھتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان کے دل محبت سے پُر ہیں اور بہتیرے ایسے ہیں کہ اگر میں کہوں کہ وہ اپنے مالوں سے بکلی دستبردار ہو جائیں یا اپنی جانوں کو میرے لئے فدا کریں تو وہ تیار ہیں۔‘‘

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 24)

ایسے وجود اصل میں خدا تعالیٰ کی طرف سے تائید یافتہ ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ براہ راست ان کی رہنمائی کرتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود کو خدا تعالیٰ نے خبر دے دی تھی کہ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے قدم قدم پر صدق و وفا کے نمونے دکھلائے۔ ان کے اخلاص و وفا کی شہادت مسیح دوراںؑ نے ان الفاظ میں دی:

’’میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے میں دیکھتا ہوں کہ جس کام اور مقصد کے لئے میں ان کو بلاتا ہوں نہایت تیزی اور جوش کے ساتھ ایک دوسرے سے پہلے اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان میں ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے میری طرف سے کسی امر کا ارشاد ہوتا ہے اور وہ تعمیل کے لئے تیار۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 223)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ بجالاتے ہیں...... میں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ ہزار ہا آدمی دل سے فدا ہیں‘‘

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 165)

اس دور کے نبی حضرت مسیح موعودؑ کی محفلوں سے فیض حاصل کرنے والے خدام کے قلب و ذہن پر وہ انقلاب آیا کہ آنے والی نسلوں کا مستقبل سنور گیا اور حضرت اقدسؑ کی تربیت کے نرالے اصول برسوں تک نسل در نسل منتقل ہوتے چلے گئے۔

حضرت اقدسؑ کی قوت قدسیہ کا نوجوانوں پر اثر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت صالحہ کا ایک یہ اعجاز بھی تھا کہ آپؑ کے دور مبارک کے نوجوان چلتے پھرتے فرشتہ تھے۔ ایک روایت ملاحظہ فرمائیں:

حضرت شیخ محمد اسمٰعیل صاحبؓ (سکنہ سرساوہ ضلع سہارنپور، ثم قادیان دارالامان۔ سن بیعت: 1894ء۔ سن زیارت حضرت مسیح موعود علیہ السلام: 1894ء) فرماتے ہیں:

’’حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دوستوں میں اپنی قوت قدسیہ سے یہ اثر پیدا کر دیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کو کارساز یقین کرتے تھے اور کسی سے ڈر کر جھوٹ جیسی نجاست کو اختیار نہیں کرتے تھے اور حق کہنے سے رکتے نہیں تھے اور اخلاق رذیلہ سے بچتے تھے اور اخلاق فاضلہ کے ایسے خوگر ہو گئے تھے کہ وہ ہر وقت اپنے خدا پر ناز کرتے تھے کہ ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے یہ یقین ہی تھا کہ آپؑ کے دوستوں کے دشمن ذلیل و خوار ہو جاتے تھے اور آپ کے دوست ہر وقت خدا تعالیٰ کے شکر گزار ہی رہتے تھے اور خدا تعالیٰ کی معیت ان کے ساتھ ہی رہتی تھی اور آپ کے دوستوں میں غنیٰ تھا اور خدائے تعالیٰ پر ہی بھروسہ رکھتے تھے اور حق کہنے سے نہ رکتے تھے اور کسی کا خوف نہ کرتے تھے۔ اعمال صالحہ کا یہ حال تھا کہ ان کے دل محبت الٰہی سے ابلتے رہتے تھے اور جو بھی کام کرتے تھے خالصاً للّٰہی سے ہی کرتے تھے۔ ریا جیسی ناپاکی سے بالکل متنفر رہتے تھے۔‘‘

(رجسٹر روایات جلد 6 صفحہ 60 تا 79)

بیس اکیس سال کی عمر میں بیعت کی سعادت

اللہ تعالیٰ نے صالح اور سعید فطرت جوانوں کو خوابوں کے ذریعے حضرت مسیح موعودؑ کے ابتدائی زمانہ میں احمدیت قبول کرنے کی سعادت عطا فرمائی تھی۔ جنہوں نے آنے والے وقت میں فدائیت اور عشق و محبت کی مثالیں رقم کرنی تھیں اور حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق کریمانہ اور قیمتی ارشادات کو محفوظ کرنا تھا۔

حضرت حکیم عطاء محمد صاحبؓ ولد حافظ غلام محمد صاحب بیان فرماتے ہیں:

رات کو خواب میں دیکھا کہ مجھ کو ہمارے محلہ کے نمازی پکڑ کر مسجد کی طرف نماز کے لئے لے جارہے ہیں اور میں اُن سے بھاگنا چاہتا ہوں۔ راستہ میں ایک اونچی جگہ پر نہایت خوش رو انسان بیٹھا ہوا نظر آیا۔ جس کا چہرہ نہایت نورانی اور نور کی شعاعیں چہرہ اور مُنہ سے نکل نکل کر لوگوں کے دلوں پر پڑ رہی ہیں اور لوگ اس نور کی کشش کے ساتھ کھینچے ہوئے اُس کے ارد گرد حلقہ باندھے بیٹھے ہیں۔ میں نے اُس نورانی شخص کو دیکھ کر شور مچایا کہ میری مدد کرو۔ اُنہوں نے فرمایا: کیا ہے؟ میں نے عرض کی کہ یہ لوگ مجھے زبردستی نماز کے لئے لے جارہے ہیں اور میں جانا نہیں چاہتا تو پھر اُس نُورانی انسان نے دیکھ کر اشارہ سے فرمایا اسے چھوڑ دو اور مجھ کو اُن لوگوں کے پاس بٹھا دیا جو کہ اُن کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے اور وہ تمام اشخاص جو مجھ کو پکڑ کر لے جارہے تھے یہ حال دیکھ کر اُن سب کے چہرے دھوئیں کی طرح سیاہ ہو گئے اور پھر بالکل غائب ہو گئے۔ جب میری آنکھ کھلی تو عجیب حالت تھی۔ دل میں اُس شخص کے دیکھنے کی تڑپ اور اُن نورانی شعاعوں کا سرور تمام جسم میں سنسنی، غرض اُس حالت کا نقشہ میری قلم ادا نہیں کرسکتی۔۔۔ میں فوراً دوسرے دن پروانہ وار صوفی احمد دین صاحب سے راستہ کا پتہ دریافت کر کے قادیان پہنچا۔۔۔ مسجد نبوی میں جاکر بیٹھا تو مولوی محمد احسن صاحب سے مُلاقات ہوئی۔ اتنے میں حضورؑ کچھ پروف لے کر تشریف لائے۔ میری جونہی آپ پر نظر پڑی وہ خواب والا نورانی انسان بیداری میں دوبارہ نظر آیا۔ اُسی دن بوقت شام بغیر کسی دلیل اور شک و شُبہ کے بیعت کر لی اور میری عمر اُس وقت غالباً بیس اکیس سال کی ہو گی۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ۔

(رجسٹر روایات جلد 7 صفحہ 228-229)

یہ وہ فرشتے ہیں جو میری باتیں سننے کے لئے آگے پیچھے دوڑتے ہیں:

اُس دور کے نوجوان صحابہؓ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اتنا گہرا تعلق تھا کہ ایک لمحہ بھی دُور نہ رہ سکتے تھے اور حضرت اقدسؑ بھی ان سے بہت محبت فرماتے تھے:

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ سرساوی بیان فرماتے ہیں:

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت مولانا برہان الدین صاحب جہلمی یہاں (قادیان) تشریف لائے۔ شام کو آئے تھے۔ رات گزر گئی۔ اگلے دن حضرت اقدسؑ سیر کے لئے نکلے اور صحن میں کھڑے ہو کر دوستوں کو اکٹھا کیا۔ چل پڑے۔ ہم بھی ساتھ تھے۔ بسراواں کی طرف گئے۔ ہم حضرت صاحبؑ کی باتیں سننے کے لئے بہت بھاگتے تھے۔ کبھی دائیں کبھی بائیں کبھی آگے کبھی پیچھے تا کہ آواز سن سکیں۔ حضرت اقدسؑ کثرت گرد کی وجہ سے شملہ ناک کے سامنے رکھ لیتے تھے۔ واپسی پر حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سے ذکر کیا کہ جو نظارہ میں نے آج سیر میں دیکھا ہے وہ بہت تکلیف دہ ہے اور وہ یہ کہ سیر کے وقت نوجوان لڑکے بہت ادھر ادھر بھاگتے ہیں اور گرد کی وجہ سے حضرت صاحبؑ کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ ان کو روک دینا چاہئے۔ یہ نوجوان ساتھ نہ جایا کریں۔

مولوی عبدالکریم صاحب نے بھی اس تکلیف کو بہت محسوس کیا اور حضرت اقدسؑ شام کو جب کھانا کھانے کے بعد شاہ نشین پر تشریف فرما ہوئے تو حضرت اقدس کی خدمت میں مولوی صاحب نے عرض کی۔حضور آپ کو سیر کے وقت بہت تکلیف ہوتی ہے۔ یہ جو بچھیرا پلٹن (نوجوان لڑکے) ہے اسے روک دیا جائے۔حضور نے فرمایا۔مولوی صاحب! قرآن کریم میں جو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ رسول کریم ﷺ کو فرمایا کہ ہم تیرے آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں فرشتے مقرر کریں گے۔ یہی الہام مجھ پر بھی نازل ہوا ہے اور وہ فرشتے یہی ہیں جو میری باتیں سننے کے لئے آگے پیچھے بھاگتے ہیں اگر یہ نہ ہوں تو میری باتیں کون سنے گا اور کون آگے پہنچائے گا۔ مجھے تو ان کو دیکھ کر راحت ہوتی ہے کہ یہ میری باتیں سننے کے لئے آگے پیچھے دوڑتے ہیں۔

(رجسٹر روایات جلد 10 صفحہ 270)

حضرت اقدسؑ کی محفل میں بیٹھنے والے نوجوان صحابہ

حضرت سرساوی صاحبؓ حضرت اقدسؑ کی محفل میں نوجوان صحابہ پر پاک اثرات کے بارے میں مزید بیان فرماتے ہیں:

”میں جب مسجد مبارک میں جا کر نماز ادا کرتا ہوں تو نماز میں وہ حلاوت اور خشیت اللہ دل میں پیدا ہوتی ہے۔ کہ دل محبت الٰہی سے سرشار ہو جاتا ہے۔ مگر میرے دوستو جب اس نور الٰہی کے دیکھنے سے آنکھیں محروم رہتی ہیں تو مجھے کرب بے چین کر دیتا ہے اور وہ صحبت یاد آ کر دل درد سے بھی پُر ہو جاتا ہے۔ اللہ اللہ اس نور الٰہی کو دیکھ کر دل کی تمام تکلیفیں دور ہو جاتی تھیں۔ اور حضرت اقدسؑ کے پاک اور منور چہرہ کو دیکھ کر نہ کوئی غم ہی رہتا ہے اور نہ کسی کا گلہ شکوہ ہی رہتا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب ہم جنت میں ہیں اور آپ کو دیکھ کر ہماری آنکھیں اکتاتی نہ تھیں۔ ایسا پاک اور منور رُخ مبارک تھا ہم نوجوان پانچوں نمازیں ایسے شوق سے پڑھتے تھے کہ ایک نماز کو پڑھ کر دوسری نماز کی تیاری میں لگ جاتے تھے تا کہ آپ کے بائیں پہلو میں ہمیں جگہ مل جاوے اور ہم نوجوانوں میں یہی کش مکش رہتی تھی کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہی جگہ نصیب ہو اور آپ کے ساتھ ہی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔

اس مختصر سی مسجد میں ایک صف میں چھ آدمی کھڑے ہو سکتے تھے اگر کبھی ساتواں آدمی کھڑا ہو بھی گیا تو بہت ہی تنگی سے نماز پڑھی جاتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ جب کبھی ساتواں آدمی صف میں کھڑا ہو گیا تو حضرت اقدس دیوار سے چمٹ جاتے تھے۔ مگر کبھی اپنی پاک زبان سے یہ نہیں فرمایا کہ نماز تکلیف سے پڑھی گئی ہے اگر فرماتے تو یہ فرماتے اب مسجد اللہ تعالیٰ سے فراخی چاہتی ہے۔ یہ تھے آپ کے پاک اخلاق۔بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا تھا کہ آپ امام سے پہلے بھی مسجد میں تشریف لے آتے تھے اور اپنی جگہ پر بیٹھ جاتے تھے اور ہم نوجوان دبانے لگتے تھے تو آپ اپنے دوستوں سے باتیں کرنے لگتے تھے۔ مگر کبھی امام الصلوٰۃ پر خفا ہوتے ہم نے آپ کو نہیں دیکھا۔ہمیں ایسا معلوم ہوا کرتا تھا کہ آپ ہر وقت خدائے قدوس کی ہی محبت میں چُور رہتے ہیں۔ ہمیں کبھی آپ کی زبان مبارک سے خدائے تعالیٰ کا شکوہ کرتے نہیں سنا۔ جب سنا یہی سنا اللہ تعالیٰ کے بندوں پر اتنے احسان ہیں کہ اگر بندہ گننا چاہیں تو گنے نہیں جا سکتے۔ مگر یہ کیسی غفلت کی بات ہے کہ بندہ اس خدائے قدوس کے احسانوں کو یاد نہیں کرتے۔ احسان الٰہی کو یاد رکھنے سے شکر گزاری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جس سے گناہ آلود زندگی میں تغیر عظیم پیدا ہو کر گناہوں سے نجات ملتی ہے۔ ہر وقت آپ کو اپنی جماعت کے تزکیہ نفس کا ہی خیال رہتا تھا۔ میں نے جب سنا یہی تاکید فرماتے ہوئے سنا۔ زندگی تو چند روزہ ہے ہمارے دوستو دین الٰہی کی خدمت میں ہی لگا رہنا چاہئے۔ یہ بھی دین الٰہی کی خدمت ہی ہے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دین الٰہی کے لئے دعائیں کریں کہ یا الٰہ العالمین (تو ہی) اپنے دین کی نصرت کے لئے ایسے ایسے بندے پیدا کر (جو) دین الٰہی کی اشاعت کے لئے دنیا میں منادی کریں۔ جب تک ہماری جماعت میں ایسے لوگ داخل نہ ہوں گے تو اشاعت اسلام کا کام بھی جب ہی پورا ہو گا۔ مجھے دین کا غم ہر وقت ہی بے چین کئے رکھتا ہے بعض وقت تو یہ غم مجھے ایسا نڈھال کر دیتا ہے کہ مجھے یہ یقین ہو جاتا ہے کہ اب میرا آخری وقت ہے۔ مگر پھر مجھے میرا خدا ہی تسلی دیتا ہے اور فرماتا ہے۔تو میری مراد ہے تجھے نامراد نہیں ہونے دوں گا تیرے سب مقصد پورے میں کروں گا۔ اور تیرے مقصد کے پورا کرنے کے لئے میرے ایسے بندے تیری طرف رجوع کریں گے وہ تیرے مقصد کو زمین کے کناروں تک پہنچا دیں گے اور میرے انعامات کے وارث ہوں گے اور میں ان کی نصرت کروں گا۔

اللہ اللہ وہ کیسا مبارک اور پاک وجود تھا۔جس کی صحبت نے ہمیں مخلوق سے مستغنی کر دیا اور ایسا صبر دے دیا کہ غیروں کی محبت سے ہمیں نجات دلا دی اور ہمیں ہمارے مولا ہی کا آستانہ دکھا دیا۔ اور اب ہمارا سارا وہی خدا ہے۔ جو آسمانوں زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ کیسی ہی مصیبت اور دکھ ہمیں پہنچیں صبر سے برداشت کرتے ہیں۔ مگر اُف بھی نہیں کرتے۔ یہ جو کچھ بھی ہوا اسی پاک وجود کی صحبت سے ہمیں ملا ہے۔ اے اللہ تو نے ہی ہمارے پیارے کو ہم سے جدا کر کے اپنے پاس بلا لیا۔ پس ہمیں تو ہی صبر دے۔ کیونکہ اس پیارے کی جدائی ہمیں بہت ہی شاق ہے۔ اس جیسی محبت کرنے والا اب کون ہے۔

اے اللہ تو ہی اس پیارے کو میرا اسلام رحمت کا پیغام دے۔ اور یہ بھی کہہ دے تیری محبت میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر زندگی کے دن پورے کر رہا ہے اور تیری محبت میں ڈوب ڈوب کر میرے سامنے بیٹھ بیٹھ کر روتا ہی رہتا ہے اور بارہا میرے سے بھی یہی فریاد کرتا ہے۔ میرے مجھے بھی تو میرے پیارے کے پاس ہی بلا لے، اس کے بغیر زندگی کا مزا ہی نہ رہا۔ جس جگہ وہ پیارا کھڑا ہوتا تھا۔ اس جگہ کو خالی دیکھ کر میرا دل میرے قابو سے باہر ہو جاتا ہے۔

اللھم صل علی عبدك المسیح الموعود الصلوۃ والسلام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مسجد مبارک میں نماز سے فارغ ہو کر تشریف رکھتے تو ہماری خوشی کی انتہا نہ رہتی۔ کیونکہ ہم یہ جانتے تھے کہ اب اللہ تعالیٰ کی معرفت (کے) نکات بیان فرما کر محبت الٰہی کے جام ہم پئیں گے اور ہمارے دلوں کے زنگ دور ہوں گے سب چھوٹے بڑے ہمہ تن گوش ہو کر اپنے محبوب کے پیارے اور پاک منہ کی طرف شوق بھری نظروں سے دیکھا کرتے تھے۔ کہ آپ اپنے رخ مبارک سے جو بیان فرمائیں گے۔ اسے اچھی طرح سے سن لیں۔ یہ حال تھا آپ کے عشاق کا کہ آپ کی باتوں کو سننے سے کبھی ہم نہ تھکے تھے۔ اور حضرت اقدس کبھی اپنے دوستوں کی باتیں سننے سے نہ گھبراتے تھے اور نہ روکتے تھے۔ میں نے کبھی آپ کو سرگوشی سے باتیں کرتے نہیں دیکھا۔“

(رجسٹر روایات جلد 6 صفحہ 60 تا 79)

یہ تو مجھے راحت پہنچاتا ہے:

حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت کرنا ان کے لیے اعزاز ہوتا تھا۔حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ سرساوی بیان فرماتے ہیں۔

”میں ظہر اور عصر کے وقت حضور کے پاس بیٹھ کر کمر کو دبایا کرتا۔مغرب کے بعد شاہ نشین پر بھی پیچھے بیٹھ جاتا۔مولوی برہان الدین صاحب نے یہ بات بھی مولوی عبدالکریم صاحب سے عرض کر دی۔مولوی صاحب نے اس بات کا بھی حضرت صاحب سے ذکر کیا کہ حضور جگہ تھوڑی ہے۔محمد اسماعیل پیچھے بیٹھ جاتا ہے۔حضور کو تکلیف ہوتی ہے۔فرمایا نہیں مجھے ہرگز کوئی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ یہ تو مجھے راحت پہنچاتا ہے۔میری یہ کوشش ہمیشہ ہوتی تھی کہ حضرت صاحب تشریف لاویں تو مجھے دبانے کا موقع مل جائے اور باتیں سن سکوں۔“

(رجسٹر روایات جلد 10 صفحہ 252 تا 257)

313 اصحاب بدر میں شمولیت کا احوال

حضرت مسیح موعودؑ کے تربیت یافتہ یہ نوجوان صحابہ روحانیت میں اتنی ترقی کر گئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تین سو تیرہ اصحاب بدر میں شامل کرنے کا اعزاز عطا فرمایا:

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ سرساوی بیان فرماتے ہیں۔

”جب تین سو تیرہ کی حدیث کا خیال حضرت اقدسؑ کو آیا تو مسجد میں تشریف لا کر مولوی صاحب حضرت خلیفہ اوّل کو فرمایا کہ مولوی صاحب یہ حدیث ہماری نظر سے آج گزری ہے کہ امام مہدی کے ساتھ تین سو تیرہ دوستوں کی فہرست لکھی ہوئی ہو گی جیسے رسول کریم ﷺ کے ساتھ تین سو تیرہ جنگ بدر میں تھے۔ وہی صورت یہاں بھی ہو گی۔ پھر حضور نے نام لکھنے شروع کر دیئے۔ ہر دوست چاہتا تھا کہ اس کا نام بھی لکھا جائے۔ میں (شیخ محمد اسماعیل سرساوی) نواب صاحب اور بھائی عبدالرحیم صاحب اکٹھے بیٹھے تھے مکان کے دوسرے حصہ میں۔حضرت صاحب نے فرمایا: میاں اسماعیل آج نظر نہیں آتا۔ کسی نے کہا حضور دوسرے حصہ میں نواب اور بھائی عبدالرحیم صاحب کے ساتھ باتیں کر رہا ہے۔ میں حاضر ہوا۔فرمایا: میاں اسماعیل میں نے تمہارا نام لکھ لیا ہے۔ میری چیخیں نکل گئیں اور میں نے عرض کیا۔حضورؑ میں تو حضور ﷺ کے صحابہ میں شامل ہونے کا اپنے آپ کو قابل ہی نہیں سمجھتا تھا۔حضور نے بڑا احسان کیا۔غرض جب تین سو تیرہ کی فہرست پوری ہو گئی تو فرمایا کہ اب بس کسی اور کا نام نہیں لکھا جاوے گا۔“

(رجسٹر روایات جلد 10 صفحہ 252 تا 257)

یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے نمونہ کو زندہ کرتے ہوئے گھروں میں خدا اور رسول کا نام چھوڑا اور دیگر ہر مال و متاع اپنے آقاؑ کے قدموں میں حاضر کر دیا۔ آیئے اس کے چند نظارے کریں۔

حضرت ابوبکرؓ کی قربانی کی یاد تازہ ہوگئی

حضرت مسیح موعودؑ نے 28 مئی 1900ء کو ایک اشتہار دیا کہ حدیث نبویؐ میں مسیح موعود کے منارہ شرقی کے قریب اترنے کی پیشگوئی ہے جو وسیع معانی پر مشتمل ہے لیکن اس کو ظاہری شکل میں پورا کرنے کے لئے کئی مصالح کی خاطر ہم ایک منارہ تعمیر کرنا چاہتے ہیں، اس مقصد کے لئے حضورؑ نے احباب جماعت کو مالی قربانی کی تحریک کی تو اخلاص و وفا کی بے نظیر مثالیں رقم ہوئیں۔

(تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: مجموعہ اشتہارات جلد سوم ص 282)

ان جاں نثاروں میں سے ایک حضرت منشی شادی خان صاحب بھی تھے ان کے متعلق حضورؑ فرماتے ہیں:

”دوسرے مخلص جنہوں نے اس وقت بڑی مردانگی دکھلائی ہے۔میاں شادیخاں لکڑی فروش ساکن سیالکوٹ ہیں۔ ابھی وہ ایک کام میں ڈیڑھ سو روپیہ چندہ دے چکے ہیں۔ اور اب اس کام کے لئے دو سو روپیہ چندہ بھیج دیا ہے۔ اور یہ وہ متوکل شخص ہے کہ اگر اس کے گھر کا تمام اسباب دیکھا جائے تو شاید تمام جائیداد پچاس روپیہ سے زیادہ نہ ہو۔ انہوں نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ ”چونکہ ایام قحط ہیں اور دنیوی تجارت میں صاف تباہی نظر آتی ہے تو بہتر ہے کہ ہم دینی تجارت کر لیں۔ اس لئے جو کچھ اپنے پاس تھا سب بھیج دیا۔ اور درحقیقت وہ کام کیا جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 315)

حضرت منشی صاحب نے جب حضور کا یہ ارشاد سنا تو سوچا کہ ابھی ابوبکر کی قربانی میں کچھ کسر رہ گئی ہے۔ اور گھر میں جو چارپائیاں تھیں ان کو بھی فروخت کر ڈالا اور ان کی رقم بھی حضور کی خدمت میں پیش کر دی۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 126)

حضرت مسیح موعود نے جب 1900ء میں ایک اشتہار کے ذریعہ منارۃ المسیح کی تعمیر کے لئے مالی قربانی کی تحریک فرمائی تو 101 رفقاء کی فہرست بھی شائع کی اور ان سے کم از کم ایک ایک سو روپیہ چندہ کا مطالبہ فرمایا کیونکہ کل تخمینہ اخراجات دس ہزار روپیہ تھا۔ یہ اعلان بھی فرمایا کہ اس تحریک میں مطلوبہ چندہ دینے والوں کے نام بطور یادگار مینار پر کندہ کئے جائیں گے۔ اس تحریک میں جس ذوق وشوق اور روح پرور جذبہ کا مظاہرہ ہوا وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔

چنانچہ منارہ کی تکمیل پر 298 مخلصین کے نام کندہ ہوئے جنہوں نے کم از کم سو سو روپیہ چندہ دیا۔

حضرت مسیح موعودؑ ایسے ہی سرفروشوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میں اپنی جماعت کے محبت اور اخلاص پر تعجب کرتا ہوں کہ ان میں سے نہایت ہی کم معاش والے جیسے میاں جمال الدین اور خیر دین اور امام الدین کشمیری میرے گاؤں سے قریب رہنے والے ہیں وہ تینوں غریب بھائی ہیں جو شاید تین آنہ یا چار آنہ روزانہ مزدوری کرتے ہیں سرگرمی سے ماہواری چندہ میں شریک ہیں۔ ان کے دوست میاں عبدالعزیز پٹواری کے اخلاص سے بھی مجھے تعجب ہے کہ وہ باوجود قلت معاش کے ایک دن سو روپیہ دے گیا کہ میں چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ وہ سو روپیہ شاید اس غریب نے کئی برسوں میں جمع کیا ہوگا۔ مگر للّٰہی جوش نے خدا کی رضا کا جوش دلایا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 313)

حضرت ابوبکرؓ کی طرح

اکتوبر 1899ء میں اپنے اشتہار بعنوان ''جلسہ الوداع'' میں وفد نصیبین کے اخراجات کے متعلق تحریر فرمایا:

''منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری ساکن اوجلہ ضلع گورداسپورہ نے باوجود قلت سرمایہ کے ایک سو پچیس روپے دیئے ہیں۔ میاں جمال الدین کشمیری ساکن سیکھواں ضلع گورداسپور اور ان کے دو برادر حقیقی میاں امام الدین اور میاں خیرالدین نے پچاس روپے دیئے ہیں۔ ان چاروں صاحبوں کے چندہ کا معاملہ نہایت عجیب اور قابل رشک ہے کہ وہ دنیا کے مال سے نہایت ہی کم حصہ رکھتے ہیں گویا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح جو کچھ گھروں میں تھا وہ سب لے آئے ہیں اور دین کو آخرت پر مقدم کیا جیسا کہ بیعت میں شرط تھی''

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 166)

ان عشاق خدام نے اس زمانہ میں مسیح موعود کی تحریک پر اپنا سب کچھ قربان کر دیا مگر ان کے نام خدا کے ابدی رجسٹر میں لکھے گئے وہ ہمیشہ کے لئے زندہ ہو گئے۔ انہوں نے دین خدا کی نصرت کی۔ خدا کی نصرت نے ان کی اولادوں کو اس قدر نوازا کہ ان کی جھولیاں بھر گئیں اور ان سے سنبھالا نہیں جاتا۔

آج بھی ہر مومن کیلئے صلائے عام ہے امام وقت کی نصرت کرے اور آسمانی نصرت کو حاصل کرے۔

محبت بھرا خط

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے نام ایک مخلص اور عاشق صادق کا خط آیا، جس میں اس نے آپ سے انتہائی درجہ کے اخلاص و محبت کا اظہار کیا اس خط کے متن کا ایک حصہ پیش ہے۔

لکھا: ''...... حضور عالی! اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ خاکسار کو اس قدر محبت ذات والا صفات کی ہے کہ میرا تمام مال وجان آپ پر قربان ہے اور میں ہزار جان سے آپ پر قربان ہوں میرے بھائی اور والدین آپ پر نثار ہوں خدا میرا خاتمہ آپ کی محبت اور اطاعت میں کرے۔ (آمین)''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 240 حاشیہ)

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے خدام میں کیا تبدیلی کی؟

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب سرساوی بیان فرماتے ہیں۔

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے خادموں میں اپنی قوت قدسیہ سے یہ اثر پیدا کر دیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کو کارساز یقین کرتے تھے اور کسی سے ڈر کر جھوٹ جیسی نجاست کو اختیار نہیں کرتے تھے اور حق کہنے سے رکتے نہیں تھے۔ اخلاق رذیلہ سے بچتے تھے اور اخلاق فاضلہ کے ایسے خوگر ہو گئے تھے کہ وہ ہر وقت اپنے خدا پر ناز کرتے تھے کہ ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تو بات ہی الگ ہے۔ خود آپ کے خدام سے خدا تعالیٰ کا یہ معاملہ تھا کہ ان کے دشمن ذلیل و خوار ہو جاتے تھے۔ خدا تعالیٰ کی معیت آپ کے خدام کے ساتھ ہر وقت رہتی تھی۔ آپ کے خدام میں ایک غنیٰ تھا۔ وہ حق کہنے سے نہ رکتے تھے اور کسی کا خوف نہ کرتے تھے۔

اعمال صالحہ کا یہ حال تھا کہ ان کے دل محبت الٰہی سے ابلتے رہتے تھے اور جو بھی کام کرتے تھے۔ خالصۃً للّٰہی سے ہی کرتے تھے۔ ریاکاری جیسی ناپاکی سے بالکل متنفر رہتے تھے۔ کیونکہ ریاکاری کو حضرت اقدس خطرناک بداخلاقی فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ انسان اس سے منافق بن جاتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق ہی ایسے تھے کہ جس نے غور سے آپ کے اخلاق کو دیکھا۔ وہیں سرتسلیم خم ہو جاتا تھا اور آپ کی محبت میں چور ہو جاتا تھا اور آپؑ کی جدائی کو پسند نہ کرتا تھا اور دھونی رما کر آپ کے قدموں میں گر جاتا تھا اور گیند کی طرح لوگوں کی ٹھوکریں کھا کر بھی آپ کی جدائی کو پسند نہ کرتا تھا۔''

(الحکم 7دسمبر 1936ء جلد جلد 39 نمبر 29 صفحہ 3)

اٹھارہ سالہ نوجوان کا پُرشوکت عہد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 9۔ اپریل 1944ء کو مجلس شوریٰ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''مجھے اپنی زندگی کے چند نہایت ہی پسندیدہ خیالوں میں سے جن کو میں اپنی ہزاروں نمازوں اور ہزاروں روزوں اور ہزاروں قربانیوں اور ہزاروں چندوں سے بڑھ کر سمجھتا ہوں، اپنا وہ واقعہ ہمیشہ یاد رہتا ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انتقال ہوا جماعت کے ایک حصہ نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اب نہ معلوم کیا ہوگا میری عمر اس وقت اٹھارہ سال کی تھی۔ ۔ ۔ میں اس کمرہ میں گیا جس میں حضرت مسیح موعودؑ کا جسد اطہر چارپائی پر پڑا تھا اور میں نے آپ کے سرہانے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا کہ اے خدا میں تیرے نبی کی نعش کے پاس کھڑے ہو کر عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت بھی اس سلسلہ سے منحرف ہو جائے تب بھی میں اکیلا اس کام کو جاری رکھوں گا جس کام کے لیے تو نے حضرت مسیح موعودؑ کو بھیجا تھا۔ اس موقع کے لحاظ سے اور اس مصیبت عظمیٰ کے لحاظ سے جو جماعت پر اس وقت آئی میرا اس قسم کا عہد کرنا ایک ایسا واقعہ ہے جو مجھے اپنی زندگی کے نہایت ہی شاندار کارناموں میں سے ایک سنہری کارنامہ نظر آتا ہے اور میں خدا تعالیٰ کا بے انتہا شکر کرتا ہوں کہ اس نے اپنے فضل سے مجھے ہمیشہ اس عہد کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائی''

(رپورٹ مجلس مشاورت 1944ء صفحہ 115-116،
مرتبہ چوہدری مظفر الدین پرائیویٹ سیکرٹری۔ مطبوعہ قادیان)

حضرت مولانا شیر علیؓ جب طالبعلم تھے

حضرت مسیح موعودؑ کی ذات سے آپ کو عشق تھا۔ ایسا عشق جو نور ایمان اور نور فراست سے لبریز تھا۔ اس عشق و محبت کی ادنیٰ جھلک حضرت مفتی صاحب کے بیان فرمودہ اس واقعہ سے بخوبی عیاں ہوتی ہے۔

''ابتدائی ایام میں جب کہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ ہنوز لاہور میں طالب علم تھے۔ اور رخصتوں پر کبھی کبھی قادیان آجاتے تھے۔ ایک ایسے ہی موقعہ پر احباب کی مجلس میں آپ نے نہایت محبت بھرے انداز میں فرمایا: ''معلوم نہیں حضرت صاحبؑ مجھے پہچانتے بھی ہیں یا نہیں'' اتفاق سے اسی وقت حضرت اقدس مسیح موعودؑ بھی تشریف لے آئے تو حافظ حامد علی صاحبؓ نے حضورؑ سے عرض کی کہ:

''حضور مجھے آٹا پسوانے جانا ہے میرے ساتھ دوسرا آدمی جائے تو بہتر ہے'' اس پر حضورؑ نے حضرت مولوی صاحب کا بازو پکڑ کر حافظ حامد علی صاحب سے فرمایا:

''میاں شیر علی کو ساتھ لے جاؤ''۔ یہ فقرہ سن کر حضرت مولوی صاحب کی مسرت کی انتہا نہ رہی۔ اور اس امر کا بار بار ذکر کرتے کہ حضرت صاحبؑ مجھے پہچانتے ہیں۔ اور میرا نام بھی جانتے ہیں۔

(سیرت شیر علیؓ صفحہ 40-41)

حضورؑ کا جوتا اٹھا لیتے

مکرم فتح محمد سیال صاحبؓ بیان کرتے ہیں:

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کو حضرت مسیح موعودؑ سے عاشقانہ محبت تھی۔ جب دوسرے گریجویٹ اور صاحب حیثیت لوگ حضورؑ کی آمد پر بیٹھے رہتے۔ حضرت مولوی صاحب کا یہ معمول تھا۔ کہ آپ ادنیٰ سے ادنیٰ خدمت کا موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے چنانچہ میں نے خاص طور پر اس بات کو نوٹ کیا ہے کہ جب حضرت اقدسؑ بیت الذکر میں تشریف لاتے۔ تو حضرت مولوی صاحب اس عشق و محبت سے معمور دل کے ساتھ آگے بڑھ کر حضور کا جوتا اٹھا لیتے۔ اور نماز سے فراغت کے بعد جب حضور رخصت ہونے لگتے تو حضور کو جوتا پہنانے میں ایک سرور کی کیفیت محسوس کرتے۔

(سیرت شیر علیؓ صفحہ 294,295)

اٹھارہ سال کی عمر میں شوقِ دیدارِ یارؑ

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب جو حضرت مصلح موعودؓ کے معالج خاص تھے، حضرت مسیح موعودؑ کے مخلصین میں سے تھے، آپ اپنی ہی زبانی حضرت مسیح موعودؑ کے شوق دیدار کا واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں:

''جب میری عمر اٹھارہ سال کی ہوئی تو میرے دل کو شوق دیدار یار نے پکڑ لیا اور مولیٰ کے حضور گریہ و بکا کرنے پر مجبور کر دیا چنانچہ ایک روز اللہ تعالیٰ کے حضور رو رو کر دعا کی تو کچھ دنوں بعد رویاء ہوئی۔

''میں دیکھتا ہوں کہ اپنی مسجد کے حجرے میں لیٹا ہوا ہوں اور وہ ماہ خوباں دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا ہے نظر پڑتے ہی فرط محبت سے چارپائی سے اٹھ کر اپنے شفیق اور مہربان اور ماں باپ سے زیادہ پیارے باپ کو لپٹ جاتا ہوں اور رونے لگ جاتا ہوں اور اس طرح پر اعلیٰ لذات اور تسکین حاصل کرتا ہوں''

اس پاک اور سچی رویاء کو دیکھے ابھی ایک دو ماہ ہی گزرے تھے کہ اگست 1905ء میں مجھے قادیان جانا اور پہلی مرتبہ پیارے آقا کی زیارت کرنا، حضور کے دست مبارک پر بیعت کرنا اور پاؤں دبانے کی عزت حاصل کرنا اور دس روز تک وہاں قیام کرنا نصیب ہوتا ہے یہ کوئی دعا نہ تھی بلکہ نار عشق کی بھڑک تھی جس نے اس قدر اثر دکھایا کہ مجھ ناچیز وفادار کو کوچۂ یار میں پہنچا دیا۔''

(رفقائے احمد جلد 8 صفحہ 87)

اپنے خدام کو چھوڑنے پیدل آتے

حضرت سیٹھ شیخ حسن آف یادگیر (وفات 17 ستمبر 1945ء) حیدر آباد دکن کے ان بزرگوں میں سے تھے جن کی حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ محبت و فدائیت کے کارنامے قیامت تک ستاروں کی طرح جگمگاتے رہیں گے۔ حضرت سیٹھ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے عہد مبارک میں زیارت قادیان اور الوداع کا دلربا انداز میں تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ''ہر مرتبہ جب ہم واپس ہوتے تو باوجود تانگوں کی موجودگی کے اپنے خدام کو چھوڑنے کے لیے حضرت صاحبؑ نہر تک پیدل تشریف لاتے، باوجود اصرار کے بھی تانگوں پر نہ بیٹھتے۔ رخصت کرتے وقت دعا کے بعد ہمیشہ فرماتے مجھ سے ہمیشہ ملا کرو اور بار بار قادیان آیا کرو۔ ہم کو اس قدر تڑپ ہوتی تھی کہ کسی طرح اس مبارک چہرہ کو دیکھیں اور حضرت کی باتیں سنیں۔ حضور اس ناچیز کو سیٹھ صاحب کے لقب سے یاد فرماتے چنانچہ حضورؑ کی دعاؤں کے طفیل خدا نے عاجز کو فی الواقع مالا مال کر دیا اور سیٹھ بنا دیا۔''

(حیات حسن صفحہ 29-30 مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ)

عظیم الشان مقصد

حضرت مصلح موعودؓ نے 28 دسمبر 1952ء کو جلسہ سالانہ سے خطاب

کرتے ہوئے حضرت مولانا برہان الدین جہلمی کے بغرض زیارت مسیح موعودؑ جہلم سے قادیان اور پھر ہوشیار پور جانے کا یہ ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا کہ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ حضرت مرزا صاحب سے ملاقات کر کے آئے ہیں یا نہیں تو آپ نے جواب دیا کہ: ’’میں نے مرزا صاحب کو دیکھ لیا ہے بات تو میں نے آپ سے کوئی نہیں کی لیکن میں نے دیکھا کہ وہ کمرے کے اندر بھی اتنی جلدی جلدی ٹہل رہے تھے جیسے کسی نے بڑی دُور جانا ہو اور وہ اپنے کام کو تیزی کے ساتھ ختم کرنا چاہتا ہو۔ اس سے میں سمجھتا ہوں کہ آپؑ کی منزل بہت دُور ہے اور کوئی عظیم الشان مقصد ہے جو آپ کے سامنے ہے۔‘‘

(تعلق باللہ، لیکچر حضرت مصلح موعودؓ صفحہ 72)

(یاد رہے کہ یہ واقعہ فروری 1886ء کا ہے یعنی سلسلہ احمدیہ کے قیام سے تین برس قبل، جب حضرت برہان الدینؓ ابھی جوان تھے)

ہم دونوں طالب علم حضرت اقدسؑ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں

مباحثہ دہلی کے بعد حضرت مسیح موعودؑ نے لاہور میں کئی روز تک قیام رکھا۔ اس قیام کے دوران بیعت کرنے والوں میں ایک نام حضرت مرزا ایوب بیگ صاحبؓ کا ہے۔ حضرت بیگ صاحب اپنی بیعت کا حال یوں بیان کرتے ہیں:

’’میں دو تین روز حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا اور لوگوں کے ساتھ حضور کی گفتگو سنتا رہا۔ 5 فروری 1892ء کو اسلامیہ ہائی اسکول کہ جہاں میں پڑھتا تھا، چار بجے بعد دوپہر واپس آیا، تو حضرت مسیح موعودؑ کی قیامگاہ پر پہنچا وہاں دو رکعت نماز پڑھی، جس میں ایسا خشوع وخضوع اور حضور قلب میسر آیا، کہ پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ طبیعت میں بے حد رقت تھی، اور آنکھوں میں آنسو، حضرت اقدس مسیح موعود اس وقت بالاخانہ میں تشریف لے جاچکے تھے۔ میرا دل تڑپتا تھا کہ اس صادق مرسل من اللہ کی فوراً بیعت کرلوں۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ کس طرح حضور کی خدمت میں پہنچوں۔ دل قابو میں نہ تھا۔ یہاں تک کہ بلند آواز سے رونے تک نوبت پہنچی، اور ہچکی بندھ گئی ایک ہم جماعت بھی میرے ساتھ تھا۔ دروازہ کھٹکھٹانے پر مرزا اسمٰعیل صاحب پریس مین و ملازم حضرت اقدسؑ نیچے اترے تو ان سے کہا کہ ہم دونوں طالب علم اس وقت حضرت سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں حضور نے نہایت کرم سے دونوں کو اپنے پاس بالاخانہ میں بلالیا۔ میں نے عرض کی کہ ہم دونوں بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ حضور نے ہماری درخواست منظور کی پہلے میرے ہم جماعت کو بیعت کے لئے اندر بلایا (ان دنوں ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ بیعت لیا کرتے تھے اور دس شرائط بیعت میں سے ہر ایک کی نسبت تفصیل وار بیان کر کے اس پر کاربند رہنے کے لئے اقرار لیا کرتے تھے) جس وقت میرا ہم جماعت اندر بیعت کر رہا تھا، میرے دل میں تضرع اور خشیت اللہ نے اور بھی زور کیا۔ اس وقت تین چار دفعہ میری آنکھوں کے سامنے بجلی کی طرح ایک نور کی چمک نظر آئی۔ پھر حضرت اقدس نے مجھے بیعت کے لئے اپنے پاس اندر بلالیا۔ جب مجھے حضور نے دیکھا تو فرمایا کہ ’’تمہارے چہرہ سے رشد اور سعادت ٹپکتی ہے‘‘ پھر پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو، اور تمہارے باپ کا کیا نام ہے۔ جواب پر (چونکہ حضور والد صاحب اور خاندان کو جانتے تھے) فرمایا کہ تم تو ہمارے قریبی ہو۔ پھر بیعت لی۔ بیعت کرنے سے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ جیسے نور اندر بھر جاتا ہے۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ایک روز قبل بیعت کر چکے تھے۔‘‘

(ریویو آف ریلیجنز فروری 1947ء ص37)

ایک نوجوان صالح نیک بخت

حضرت مرزا ایوب بیگؓ حضرت مسیح موعودؑ کے قدیم فدائی اور شیدائی تھے جو 1892ء میں بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپؓ نے بیعت کے بعد اپنے عشق و اخلاص میں جلد جلد ترقی کر کے ایک قابل رشک مقام حاصل کیا اور عین عالم شباب میں 28۔ اپریل 1900ء کو انتقال فرماگئے۔ آپ کے المناک سانحہ ارتحال نے پوری دنیائے احمدیت کو سوگوار اور افسردہ کر دیا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے موصوف کے بھائی ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن کے نام تعزیت نامہ میں اپنے قلم مبارک سے تحریر فرمایا: ’’عزیزی مرزا ایوب بیگ جیسا سعید لڑکا جو سراسر نیک بختی اور محبت اور اخلاص سے پُر تھا اس کی جدائی سے ہمیں بہت صدمہ اور درد پہنچا ہے۔۔۔ ایک نوجوان صالح نیک بخت جو اولیاء اللہ کی صفات اپنے اندر رکھتا تھا اور ایک پودا نشوونما یافتہ جو امید کے وقت پر پہنچ گیا تھا یک دفعہ اس کا کاٹا جانا اور دنیا سے ناپید ہوجانا سخت صدمہ ہے۔۔۔ یکدفعہ الہام ہوا مبارک وہ آدمی جو اس دروازہ کی راہ سے داخل ہو۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عزیزی ایوب بیگ کی موت نہایت نیک طور پر ہوئی ہے اور خوش نصیب وہ ہے جس کی ایسی موت ہو۔‘‘

(آئینہ صدق وصفا، صفحہ 67)

حضرت مرزا ایوب بیگؓ کی مبارک زندگی

حضرت مرزا ایوب بیگؓ کی مبارک زندگی کے والہانہ اخلاص اور عاشقانہ رنگ کا کسی قدر اندازہ ان کے ان ایمان افروز حالات کے مطالعہ سے ہوسکتا ہے جو ان کے بھائی اور حضرت مسیح موعودؑ کے رفیق خاص ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگؓ نے مرتب فرمائے ہیں، آپؓ تحریر فرماتے ہیں: ’’میرا بھائی مرزا ایوب بیگؓ کامل عشق اور اخلاص کا کامل نمونہ تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس میں جب وہ ہوتا تو اس نے زیادہ حضرت مسیح موعودؑ کے پاس بیٹھنا اور وہ اس بات سے کبھی باز نہ رہ سکتا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ہروقت پاؤں یا بازو دباتا رہے اور اس کی نظر کو حضرت مسیح موعودؑ کے مبارک چہرہ سے کوئی چیز نہیں پھیر سکتی تھی۔ ہروقت ٹکٹکی لگا کر حضرت مسیح موعودؑ کے چہرہ کی طرف دیکھتا رہتا تھا اور منہ سے درود شریف اور استغفار پڑھتا رہتا تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری رہتے تھے اور جب حضرت مسیح موعودؑ کوئی تقریر تقویٰ وطہارت یا تزکیہ نفس کے متعلق فرماتے تو ساری جماعت میں سب سے پہلا انسان ہوتا جس کا پیرہن آنسوؤں سے تر ہوتا تھا۔۔۔ بارش اور آندھی کوئی چیز اس کو قادیان کے سفر سے روک نہ سکتی تھی۔ بہت دفعہ یہ اتفاق ہوا کہ وہ بارش میں بھیگتا ہوا قادیان پہنچا اور چونکہ برسات میں اکثر اوقات قادیان ایک جزیرہ بن جاتی ہے وہ کمر تک بلکہ اس سے بھی زیادہ پانی سے گزر کر قادیان پہنچا، وہ تمام رستہ قادیان تک درود شریف اور استغفار پڑھتا ہوا جاتا اور نہایت عجز وانکسار سے دعا مانگتا یعنی وہ دعا جو نیا شہر نظر پڑنے پر رسول اللہ ﷺ نے مانگنے کی ہدایت فرمائی ہے اور بہت دعا مانگتا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور انوار اور برکات اور روحانی فیوض اور ایمان وعرفان کا وافر حصہ اپنی رحمت سے اس سفر میں عنایت فرمائے۔‘‘

(آئینہ صدق وصفا، صفحہ 42 تا45)

حضرت مسیح موعود کے رفقاء کا یہ حال تھا کہ آخری دم تک اپنے معشوق کے دیدار کو ترستے رہتے اور جس طرح بھی بن پڑے معشوق کو دیکھنا چاہتے۔ نہ صرف عاشق معشوق کے لئے تڑپتا تھا بلکہ معشوق بھی اپنے عاشق کے لئے گراں قدر جذبات رکھتا تھا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آگ دونوں طرف برابر لگی ہوئی تھی۔

حاضر ہونے کی تڑپ

ریویو آف ریلیجنز رقمطراز ہے: ’’حضرت مرزا ایوب بیگؓ کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اتنی تڑپ تھی، کہ کوئی مہینہ نہ گزرتا تھا جس میں ایک دو مرتبہ حضور کی زیارت سے مشرف نہ ہوآتے تھے۔ جب دو چار روز کی رخصت ہوتی قادیان جاگزارتے۔ اسی طرح موسم گرما کی دو اڑھائی ماہ کی تعطیلات کا اکثر حصہ بھی حضرت مولوی نور الدینؓ کے درس قرآن میں شامل ہوتے تھے۔ اسی طرح آپ نے قریباً سارے قرآن مجید کی تفسیر پر عبور حاصل کرلیا تھا۔ حضرت اقدسؑ موسم گرما میں جب ڈیوڑھی کے باہر مسقّف کوچہ میں آرام کرتے، تو مرحوم پاؤں اور بدن دابتے بارہا مرحوم نے حضور کی کمر کو بوسہ دیا۔ اور ان کی عادت تھی کہ بوسہ دیتے اور جسم دابتے وقت تضرع کے ساتھ اپنے لئے دعا بھی کرتے تھے۔

آپ حضور کے پرانے کپڑے اور بال تبرکاً اپنے پاس رکھتے، اور حضور کے لئے نئی رومی ٹوپی لاتے، اور پرانی خود لے لیتے مجلس میں حضور کے سب سے زیادہ قریب بیٹھتے، اور ٹکٹکی لگا کر چہرہ مبارک دیکھتے اور پاؤں یا بازو یا کمر وغیرہ دباتے اور درود واستغفار پڑھتے رہتے۔ حضور کوئی تقریر تقویٰ وطہارت کے متعلق فرماتے تو آپ کا پیراہن آنسوؤں سے تر ہو جاتا تھا۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ جسم دباتے دباتے مرحوم حضور کے شانہ پر سر رکھ کر روتے رہتے لیکن حضور اس وجہ سے کبھی کشیدہ خاطر نہ ہوتے اور دبانے سے منع نہ فرماتے۔‘‘

(ریویو آف ریلیجنز، مارچ 1947ء، ص 50-51)

حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق کا نوجوانوں پر اثر

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو نوجوان صحابہ کی ایک ایسی فوج عطا فرمائی کہ جس نے آنے والے وقت میں پاک باز وجود بن کر آپؑ کے اخلاق اور ارشادات وملفوظات کو آئندہ نسلوں کے لیے محفوظ کرنا تھا۔ حضرت محمد اسماعیل سرساوی کی روایات درج ذیل ہیں، فرماتے ہیں:

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق اس قدر بلند و بالا تھے کہ آپ کا ہر ایک خادم اس یقین سے لبریز رہتا تھا کہ میرے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس قدر مُجھ سے محبت فرماتے ہیں اور کسی سے محبت نہیں فرماتے۔ ان اخلاق عالیہ کی وجہ سے ہم نے تمام دنیا کو کاٹ کر ایک طرف پھینک دیا اور صرف حضورؑ کے ہی ہو گئے۔

حضور کی سادگی اور محبت ایک ایسی چیز تھی کہ ہم کو آپؑ کی محبت کے سوا تمام دنیا کی زینتیں ہیچ نظر آتی تھیں اور ہم ان سے ایسے متنفر ہو گئے تھی کہ آج بھی ہم سادگی سے ہی پیار کرتے ہیں۔ سچ پوچھو تو پیار کرنا ہم نے حضورؑ ہی سے سیکھا۔ اسی لیے وہ آج تک ہم کو ایسا پیارا ہے کہ اس کے بغیر ہماری زندگی کا مزہ جاتا رہا۔ وہ ایک ایسا نور تھا کہ اس کے بغیر ہم اندھے معلوم ہوتے ہیں۔

حضورؑ نے ہی ہم کو وقار سکھایا اور حضورؑ نے ہی ہم کو باتمیز بنایا تھا۔ آہ! میرے پیارے میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ تیری پاک بہادری نے ہم کو بہادری سکھائی اور تیرے حیاء نے ہمیں باحیاء بنا دیا۔ تیری چشم پوشی نے ہمیں چشم پوش بنا دیا اور تیرے ہی حلم نے ہم کو حلیم بنا دیا۔ ورنہ ہم میں حلم کہاں تھا۔

آہ! میرے پیارے تیرے دامن کو پکڑ کر ہم نے تیری عفت سے عفت سیکھی ورنہ ہم میں عفت کہاں تھی۔ تیرے ادب سے ہم نے ادب کرنا سیکھا ورنہ ہم میں ادب کہاں تھا۔ میرے پیارے آقا تجھ پر سلام اور رحمتیں ہوں تو ایسا کامل استاد تھا کہ تو نے ہم کو سب کچھ سکھا دیا۔

(الحکم 7دسمبر 1936ء جلد جلد 39 نمبر 29 صفحہ 3)

حضورؑ کے رخ انور کا احوال

حضرت سرساویؓ مزید فرماتے ہیں:

’’ہم جب حضور کے روئے انور کو دیکھتے تو ہم کو ایسا معلوم ہوتا کہ ہم جنت میں ہیں۔ آپ کے چہرہ منور کو دیکھ کر ہم کو کوئی غم باقی نہ رہتا نہ ہماری آنکھیں حضور کے چہرے کو دیکھ کر اکتاتی تھیں۔ آپ کے ساتھ نماز پڑھنے سے دل میں خشیت اللہ پیدا ہوتی تھی اور نماز میں ایک حلاوت پیدا ہوتی تھی اور دل محبت الٰہی سے سرشار ہو جاتا تھا اور اگر کبھی ایسا اتفاق ہو جاتا۔ کہ ہماری آنکھیں اس چہرہ منور کو دیکھنے سے محروم ہو جاتی تھیں۔ تو ہمارے اندر ایک شدید کرب وبے چینی پیدا ہو جاتی تھی۔‘‘

حضرت مسیح موعودؑ کی اپنے صحابہ سے محبت

جب آقا غلام سے محبت کرے تو غلام تو ایسی محبت و

بقیہ صفحہ 16 پر

ذیشان محمود۔ سیرالیون

افریقن احمدیوں کا عشق خلافت اور فدایت کے نظارے

اس مضمون کے کئی زاوئے ہیں انفرادی بھی اور اجتماعی بھی۔ جماعت احمدیہ ہمیشہ اجتماعیت کو فروغ دیتی ہے۔ اسی لئے اجتماعی طور پر پیش آمدہ فدائیت کے چند نظارے پیشِ خدمت ہیں۔جن سے احبابِ جماعت کی خلافتِ احمدیہ سے عشق و محبت عیاں ہوتی ہے اور وارفتگی کے عالم کا اظہار ہوتا ہے۔(ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ جات کے دوران پیش آنے والے واقعات جمع کئے گئے ہیں۔دورِ خلافت رابعہ میں دورہ 1988ء کی رپورٹس والفضل میسر نہ آنے کے سبب درج نہ ہو سکے۔)

1970ء اور 1980ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مغربی افریقہ کا سفر اختیار کیا۔مغربی افریقہ کے قریباً تمام ممالک میں کثرت کے ساتھ احمدی جماعتیں موجود ہیں۔حضور کے اس سفر سے ان کی برسوں کی آرزو اور تمنا پوری ہوئی اور وہ حضور کی زیارت کے شرف سے مشرف ہوئیں۔جس جگہ بھی حضور تشریف لے گئے افریقن احمدی مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے دور دراز کی مسافت طے کر کے حضور کی زیارت کے لئے جوق در جوق جمع ہوئے اور انہوں نے اپنی مخصوص روایات کے ساتھ دینی نظمیں پڑھ کر اور پر جوش نعرے لگا کر والہانہ رنگ میں حضور کا خیر مقدم کیا۔اور حضور کے ارشادات سن کر اپنے ایمانوں کو تازہ کیا۔

لیگوس۔نائیجیریا کے ہوائی مستقر پر ہزار ہا افریقن فدائی احمدیوں کی جانب سے پر تپاک خیر مقدم

11 اپریل 1970ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا جہاز فرینکفورٹ (جرمنی) سے پرواز کر کے تقریبا ساڑھے چار بجے شام نائیجیریا کے شہر لیگوس کے ہوائی اڈہ پر پہنچا۔حضور کے جہاز سے اترتے ہی اللہ اکبر، اسلام زندہ باد، احمدیت زندہ باد حضرت امیرالمومنین زندہ باد کے فلک شگاف نعروں اور احمدی احباب اور بہنوں کے والہانہ انداز میں ''اَھْلاً وَّسَھْلاً وَّمَرْحَباً بِکُمْ'' کے الفاظ سے حضور کا استقبال کیا۔حضور نے جہاز سے اتر کر نائیجیریا کی یوروبا قبیلوں کی زبان میں فرمایا:

INU MI DUN PUPO LATI RI YIN

یعنی میں آپ سے مل کر بہت خوش ہوا ہوں۔اس پر حضور کے، خدام کی وجد کی کیفیت میں تکبیر کے فلک شگاف نعروں سے فضائی مستقر گونج اٹھا۔۔۔فضائی مستقر پر نہ صرف لیگوس کی مقامی جماعت کے احباب نے بلکہ نائیجیریا کے تمام علاقوں سے آئے ہوئے متعدد احباب نے بڑی گرمجوشی سے حضور کا استقبال کیا۔اندازہ ہے کہ تقریباً ایک ہزار سے 1500 تک احباب ہوائی اڈہ پر موجود تھے۔غیر از جماعت مسلمان احباب اور معززین شہر بھی استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔

(ماہنامہ خالد دورۂ مغربی افریقہ نمبر صفحہ 19)

اکرا غانا کے ہوائی اڈے پر دس ہزار افریقن احمدیوں کی طرف سے والہانہ خیر مقدم

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ 18 اپریل 1970ء کو لیگوس سے بذریعہ ہوائی جہاز غانا کے دارالحکومت اکرا میں تشریف لائے۔ اکرا کے فضائی مستقر پر خوشیوں سے معمور دس ہزار احمدی فدائیوں نے اپنے پیارے آقا کا نہایت شاندار استقبال کیا۔جہاز کے اندر ہی حضور کی نظر اس جم غفیر پر پڑی تو حضور کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا اور حضور نے جہاز کی کھڑکی سے ہی اپنے عشاق کو ہاتھ ہلا ہلا کر ان کے والہانہ استقبال کا جواب دیا۔اور جب حضور جہاز سے باہر تشریف لائے تو فضا میں اللہ اکبر اسلام احمدیت حضرت خلیفۃ المسیح۔زندہ باد کے فلک شگاف نعرے بلند ہوئے۔احمدی احباب کے والہانہ اظہار سے متاثر ہو کر حضور نے فرمایا کہ آج مسکراہٹوں کا دن ہے۔ہم اس لئے مسکراتے ہیں کہ اسلام کی فتح کا دن قریب آ چکا ہے۔یہ دلوں کی فتح ہوگی۔

(ماہنامہ خالد دورۂ مغربی افریقہ نمبر صفحہ 47)

وآ کے احباب کا منفرد انداز

وآ کے ڈیڑھ صد احباب والہانہ انداز میں اپنے آقا کی ملاقات کے لئے کماسی میں حاضر ہوئے۔ نماز کے بعد ان سے ملاقات کے لئے حضور کا بچ کے ہال میں داخل ہوئے جو روشنیوں سے بقعۂ نور بنا ہوا تھا۔ جونہی حضور ہال میں داخل ہوئے ڈیڑھ سو مخلصین سفید لبادوں میں ملبوس سروں پر کلاہ اور سفید شملے اور طرے دار پاکستانی پگڑیاں پہنے اپنے آقا کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔بعض احباب نے اپنے پاکستانی بھائیوں کی تقلید میں اچکنیں بھی پہنی ہوئی تھیں۔ پہلے انہوں نے آواز بلند اَھْلاً وَّسَھْلاً وَّمَرْحَباً کہا۔ پھر نہایت خوش الحانی اور وجد کی کیفیت کے ساتھ عربی قصیدہ پڑھنا شروع کیا۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

اس قصیدہ کے ختم ہونے کے بعد انہوں نے ایک اور عربی قصیدہ پڑھا۔ان قصائد کے دوران پڑھنے والے عشاق کے چہرے بہت عشق اور ایمان و تشکر کے جذبات سے منور رہے۔

(ماہنامہ خالد دورۂ مغربی افریقہ نمبر صفحہ 64)

سیرالیون کے فضائی مستقر پر حضور کا پر جوش اور والہانہ استقبال

جس وقت حضور کا جہاز لنگی ایئر پورٹ (سیرالیون) پہنچا تو مقامی احمدی احباب ایئر پورٹ کی چھت پر بے تابانہ رنگ میں ہاتھ، رومال اور کپڑے ہلا ہلا کر حضور کا خیر مقدم کر رہے تھے۔ جہاز کے ہوائی اڈے پر اترتے ہی احباب جماعت نے اسلام اور حضرت امیرالمومنین۔ زندہ باد کے نعرے بلند کئے۔حضور کا قافلہ ایئر پورٹ سے روانہ ہوا تو فضا نعروں سے گونج اٹھی۔فری ٹاؤن جانے کے لئے حضور کے قافلہ کی کاریں کشتی کے ذریعہ سمندر پار لے جائی گئیں۔ وہاں جماعتوں کا اکثر حصہ اپنے پیارے امام کے انتظار میں اپنی وردیوں میں ملبوس کھڑا تھا۔حضور کی کار اللہ اکبر کے نعروں، منظوم دعائیہ اور استقبالیہ ترانوں کے درمیان آگے بڑھ رہی تھی۔اور حضور ساتھ ساتھ ہاتھ اٹھا کر سلام کا جواب دیتے جا رہے تھے۔ قافلے کے آگے آگے لاؤڈ سپیکر پر اعلان ہو رہا تھا کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے تیسرے خلیفہ تشریف لا رہے ہیں۔احمدی سکولوں کے طلباء اپنی اپنی خوشنما وردیوں میں ملبوس خوش الحانی سے پڑھ رہے تھے۔

اھلا و سھلا و مرحباً
بارك خليفتنا خليفة المسيح
ياربّ مولى خلق الورىٰ
بارك امير المومنين

(ماہنامہ خالد دورۂ مغربی افریقہ نمبر صفحہ 93 و تاریخ احمدیت جلد 26 صفحہ 59)

چھ ماہ کا کام ایک ماہ میں مکمل

دورہ نائیجیریا 1980ء کے موقع پر جماعت احمدیہ ابادان کی جامع مسجد تا حال زیر تعمیر تھی۔جب حضور کے دورے کا پروگرام بننے لگا مکرم امیر صاحب نائیجیریا نے حضور کے دورے سے ایک ماہ قبل جب اس مسجد کا معائنہ کیا تو آپ نے اندازہ لگایا کہ مسجد کا بقیہ کام اندازاً چھ ماہ کے عرصے میں پایہ تکمیل تک پہنچ سکتا ہے۔ادھر جماعت ابادان کی شدید خواہش تھی کہ ان کے محبوب امام اس شہر کو اپنی تشریف آوری کا شرف بخشیں۔تب مکرم امیر صاحب نے جماعت ابادان کو چیلنج دیا کہ اگر جماعت یہ وعدہ کرے کہ حضور کی نائیجیریا میں آمد سے قبل یہ مسجد مکمل کر دی جائے گی تو حضور کی خدمت میں اس مسجد کے افتتاح کی درخواست کی جائے گی۔ جماعت احمدیہ ابادان نے فلک شگاف نعرۂ تکبیر کے ساتھ اس خوشکن چیلنج کو قبول کر لیا اور الحمد للہ کہ جماعت کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق بخشی اور انہوں نے وقتِ مقررہ سے قبل یعنی چھ ماہ کا کام ایک ماہ میں مکمل کر لیا۔

اسی طرح لیگوس اور الارو کی مساجد میں کافی کام ہونا باقی تھا مگر ان دونوں جماعتوں نے بھی دن رات کام کر کے اس مسجد کو مکمل کر لیا اور حضور کی آمد سے پہلے پہلے اسے غریب دلہن کی طرح سجا دیا۔

(روزنامہ الفضل خاص نمبر 26 اکتوبر 1980ء صفحہ 13)

نائیجیریا کے ہوائی مستقر کا نظارہ

18 اگست 1980ء کا وہ تاریخی دن تھا جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا نائیجیریا کی سرزمین پر ورود مبارک ہونا تھا۔ چنانچہ جماعت احمدیہ نائیجیریا کے افراد جوق در جوق وقتِ مقررہ سے کئی گھنٹے قبل ہوائی مستقر پر پہنچنے شروع ہو گئے۔ بزرگ انصار، خدام، اطفال، مستورات، ناصرات اپنے آقا کی راہ تک رہے تھے۔سارا مہینہ ساری جماعت نے نہایت عاجزی سے اللہ تعالیٰ کے حضور خاص دعاؤں میں بسر کیا اور اب وہ مبارک گھڑی آ رہی تھی جس کی ان کو عرصہ دراز سے انتظار تھی۔افراد جماعت اس وقت بھی بعض زیر لب اور بعض بآواز بلند دعاؤں میں مصروف تھے جماعت کے سرکردہ احباب بار بار احباب کو بطور یاد دہانی دعاؤں کی تلقین کر رہے تھے۔تین منزلہ وسیع و عریض اور جدید سہولتوں سے آراستہ فضائی مستقر فدایانِ خلافت سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ہوائی اڈے پر کام کرنے والے اور مختلف علاقوں سے آنے والے مسافروں کے لئے یہ ایک عجیب تجربہ اور نیا اور اچھوتا موقع تھا۔ چنانچہ بہت سے مسافر بھی حضور کا انتظار کرنے لگے۔ساری نظریں فرشِ راہ تھیں۔ دل خدا کی حمد کے ترانے گا رہے تھے۔زبانوں پر درود اور دعائیں اور سر فخر سے بلند تھے۔چہرے خوشی و مسرت سے دمک رہے تھے۔بوڑھے سے لے کے بچے تک ہر شخص مسرور اور خوش تھا۔۔۔نہ صرف ہوائی مستقر کی تینوں منزلیں فدایانِ خلافت سے بھری پڑی تھیں بلکہ انتظامیہ کی درخواست پر افرادِ جماعت کی کثیر تعداد ایئر پورٹ سے باہر سڑک پر ایک قطار میں کھڑی ہوگئی۔

اس دوران فدائیت کا ایک عجیب منظر دیکھنے میں آیا۔تیسری منزل سے ایک معمر اور بزرگ احمدی اس قدر خوشی و مسرت کے عالم میں اچھلتا ہوا نمودار ہوا۔گویا کہ دنیا و مافیھا کی دولت اسے مل گئی ہو۔ اس کی زبان پر صرف یہی دو فقرے تھے جن کو وہ بآوازِ بلند بار بار دوہرا رہا تھا۔

I have seen Huzur,I have seen Huzur

اپنے بڑھاپے کے بوجود وہ ایئر پورٹ پر دوڑ دوڑ کر عالم وجد میں احمدیوں کو حضور کی بخیریت تشریف آوری کی خبر سنا رہا تھا۔ اس کے بعد حضور کو ان کے خدام نے اطلاع دی کہ VIP لاؤنج کے باہر نائیجیریا کے احمدی احباب حضور کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے چشم براہ ہیں۔ تب حضور اپنے عشاق سے ملنے کے لئے عام انتظار گاہ میں تشریف لائے۔ حضور کا چہرۂ مبارک دیکھتے ہی ساری فضا نعرۂ تکبیر اسلام زندہ باد، احمدیت زندہ باد، انسانیت زندہ باد اور حضرت خلیفۃ المسیح زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی۔ وہاں موجود جملہ احبابِ جماعت دیوانہ وار اپنے محبوب آقا کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے ٹوٹ پڑے۔ ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ وہ حضور کو ایک نظر قریب سے دیکھ لے۔۔۔

حضور کی کار روانہ ہوئی تو سڑک کے اطراف میں کھڑے ہزاروں فدائی اپنے آقا کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بے چین تھے۔ حضور کی کار نہایت آہستگی سے چلتی رہی۔ سڑک کے دونوں کناروں پر جمع احباب حضور کو دیکھ کر جھنڈیاں لہراتے رہے اور ان کا جان سے پیارا آقا اپنے متبسم چہرے کے ساتھ ہاتھ ہلا ہلا کر اپنے خدام کے نعروں اور محبت کا جواب دے رہا تھا۔ سڑکوں پر خدام اپنے مخصوص لباس میں ٹریفک کنٹرول کر رہے تھے۔

(روزنامہ الفضل خاص نمبر 26 اکتوبر 1980ء صفحہ 15-14)

غانا کے فدائی احمدیوں کے

ایک جمِ غفیر کا روح پرور نظارہ

احمدیہ سیکنڈری سکول فوبینا (غانا) کے پرنسپل مکرم کمال الدین صاحب بیان کرتے ہیں کہ

24 اگست 1980ء کے روز صبح ہی صبح بے شمار بسیں متعدد ٹرک جو کہ دو دوسن کے لئے چارٹر کئے گئے تھے۔ ایئر پورٹ کی طرف روانہ تھے۔ ملک کے دور دراز علاقوں سے لوگ آئے ہوئے تھے۔ حضور کے طیارے کی آمد کا وقت دس بجے صبح تھا مگر صبح چھ بجے سے ہی لوگ ہوائی اڈے پر پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔ اس روز ہوائی اڈے پر اتنے افریقی جمع تھے کہ انھیں دیکھ کر دل شکر اور حمد کے جذبات سے لبریز ہو گیا۔۔۔ حضور کی آمد کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اس موقع پر مرد عورتوں نے خصوصی طور پر خاص لباس بنوائے تھے۔ اس علاقہ کی یہ روایت ہے کہ بہت خاص خاص مواقع پر جو کئی سالوں میں ایک بار آتا ہے تمام مرد و زن نیا لباس بنواتے ہیں۔ چنانچہ جماعت احمدیہ غانا کے تمام افراد اس روز ایک مخصوص رنگ کا نیا لباس پہنے ہوئے تھے جو کہ ان کو نمایاں طور پر ممتاز کرتا تھا۔ یہ لباس لجنات کی خواتین اور مردوں نے پہن رکھے تھے۔ یہ سفید لباس تھا۔۔۔ اس کے علاوہ مردوں اور عورتوں کے لباس میں جو بہت نمایاں چیز تھے وہ سفید رومال تھے جو کہ ہر مرد و زن، بچے بوڑھے نے ہاتھوں میں پکڑ رکھے تھے۔۔۔

ایئر پورٹ پر رش کے ساتھ ہر افریقی احمدی کے چہرے پر حضور کی آمد کے خیال سے ایسی خوشی اور مسرت دمک رہی تھی جیسے وہ دن ان کی بہت بڑی عید کا دن ہو۔ جس چہرے کو دیکھیں مسرت سے کھلا ہوا ہے۔ جس شخص سے ملیں اس کی باچھیں کھلی جا رہی ہیں۔ لوگ خوشی میں ایک دوسرے سے بغل گیر ہو رہے ہیں۔ میں بعض احباب سے ملا تو وہ یہ کہہ رہے تھے کہ آج ہمارے لئے بہت بڑی عظمت کا دن ہے۔ آج ہماری فتح کا دن ہے۔
Today is our great day.Today is our victory.

جگہ جگہ خدام الاحمدیہ کے اراکین اپنے مخصوص لباس میں کھڑے ہجوم کو منظم کر رہے تھے۔ ان کے مخصوص لباس میں سیاہ اور سفید سکارف، سر پر سیاہ ٹوپی، سفید قمیض اور سیاہ پتلون شامل ہیں۔ اس کے علاوہ سیاہ و سفید رنگ کی چھڑی تھامے یہ خدا ایئر پورٹ سے سٹیٹ گیسٹ ہاؤس جانے والی سڑک کے پانچ سات میل لمبے راستے پر جا بجا کھڑے تھے۔

اکرا کا کوٹوکا ایئر پورٹ افریقہ کے خوبصورت ترین ہوئی اڈوں میں شمار ہوتا ہے اس کی بلڈنگ کے اوپر ایک وسیع و عریض اور نہایت خوب صورت بالکنی بنی ہوئی ہے۔ جس میں آٹھ دس ہزار افراد کے سمانے کی گنجائش موجود ہے۔ (اس دن) وہاں تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی۔۔۔

سب سے پہلے ایک نہایت مخلص غانئین احمدی احمد بوائنگ نے حضور کے طیارہ کو لینڈ کرتے دیکھا اور چشمِ زدن میں اس کے جسم کی ساری قوت اس کے حلق میں جمع ہو گئی اور اس نے جلسہ سالانہ ربوہ کے مخصوص انداز میں ہاتھ بلند کر کے نعرۂ تکبیر کی آواز بلند کی اور اس احمدی کی بلند اور بھاری آواز کی گونج ایئر پورٹ کی خاموش بلڈنگ کی دیواروں سے ابھی ٹکرا رہی تھی کہ پندرہ ہزار افراد کا آتش فشاں گویا پوری قوت سے پھٹ پڑا۔ زیرلب دعائیں کرنے والے ہونٹوں اور آہستہ آہستہ سرگوشیوں میں ایک دوسرے سے باتیں کرنے والے احباب کے جذبوں اور جوش کے بارود کو جیسے کسی نے تیلی دکھادی ہو اور ہزاروں بادلوں کی گرج کے ساتھ نعرہ تکبیر کا پہلا زبردست جواب گونجا۔ اللہ اکبر

اور ایئر پورٹ پر جیسے جوش و جذبے، وارفتگی اور دیوانگی کا ایک سیلاب آ گیا۔ اس نعرے سے جس نے حضور کا طیارہ آتے نہ بھی دیکھا تھا اس نے بھی دیکھ لیا۔ رَن وے کے آخری کونے سے تیز رفتاری سے ہوائے اڈے کی بلڈنگ کی طرف بڑھتا ہوا طیارہ جوں جوں نزدیک آ رہا تھا۔ فلک شگاف نعروں کا ایک طوفان ابل رہا تھا۔ احباب اپنے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے سفید رومال اپنے سروں سے اونچے کر کے لہرا رہے تھے۔ بیک وقت سینکڑوں نعرے لگانے والے آوازیں بلند کرتے اور ہزاروں احباب روحانی جذب و شوق میں مست اور بے خود ہو کر گلے پھاڑ پھاڑ کر ان کا جواب دیتے ان کے نعروں میں نمایاں ترین نعرہ ’’خلیفۃ المسیح زندہ باد‘‘ کا اردو نعرہ تھا۔

محبت اور دیوانگی کے بھی عجیب عجیب روپ ہیں۔ کہاں تو یہ افریقی احمدی اپنے آقا کا طیارہ دیکھ کر خوشی اور مسرت سے پاگل ہو رہے تھے اور کہاں یہ حیرت ناک بات ہوئی کہ جونہی طیارہ ایئر پورٹ کی عمارت کے عین سامنے آ کر رکا تو سب پر ایک خاموشی چھا گئی۔ خوشی و مسرت سے مبہوت ہو کر ہزاروں نگاہیں طیارے کے دروازے پر جم گئیں۔ احترام و محبت کے ملے جلے جذبات نے اس قدر رعب طاری کیا کہ یک لخت ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ اس خاموشی میں زیرلب دعائیں کرنے اور آہستہ آہستہ قرآنی آیات کی تلاوت کرنے کی سرگوشیاں سنائی دے رہی تھیں۔ حضور کا طیارہ رک چکا تھا سیڑھی لگائی جا رہی تھی اور کوئی دم میں حضور طیارے سے باہر آیا چاہتے تھے۔ افریقی احباب اس دوران آہستہ آواز میں سبحان اللہ سبحان اللہ کا ورد کر رہے تھے۔۔۔ طیارے کا دروازہ کھلا تو سب سے پہلے طیارے سے باہر آنے والی شخصیت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث (رحمہ اللہ) کی تھی۔ حضور انے احباب کے پر جوش مجمع کو دیکھتے ہی ہاتھ ہلائے اور چونکہ طیارہ عمارت کے عین درمیان میں آ کر کھڑا ہوا تھا اس لئے حضور نے دائیں اور بائیں گھوم کر تمام احباب کی طرف ہاتھ ہلائے۔ حضور کے ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہی خاموشی کا طلسم ایک بار پھر ٹوٹ گیا اور فضا میں محبت و فدائیت کے نعرے۔ احباب کا زوردار طریقے سے سفید رومالوں کو ہلانا اچھل اچھل کر حضور کی آمد پر خوشی کا اظہار اور ایک دفعہ پھر ہوائی اڈے کی عمارت کے در و دیوار نعروں کی گونج سے کانپنے لگے۔

(روزنامہ الفضل خاص نمبر 26 اکتوبر 1980ء صفحہ 15-14)

بارش اور ٹھنڈ میں بیٹھے رہے

24 اگست 1980ء اکرا میں مشن ہاوس میں مسجد کا افتتاح فرمایا۔ اس

اثناء میں ابھی حضور تشریف نہ لائے تھے کہ تین بجے کے قریب بارش شروع ہو گئی اور اس کے ساتھ ٹھنڈی ہوا چلنے لگی۔ اس علاقہ میں بارش کے ساتھ جب ہوا چلنے لگے تو یکدم شدید ٹھنڈ ہو جاتی ہے اور لوگ گھروں کے اندر تو آگ بھی جلا لیتے ہیں۔ بارش شروع ہونے سے قبل ہزاروں افراد کو جو حضور کے انتظار میں تھے یہ ہدایت کی گئی کہ حضور تشریف لانے والے ہیں اس لئے کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ اس اثناء میں بارش شروع ہو گئی مگر خلیفۂ وقت سے وارفتگی اور محبت کا یہ عالم تھا کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ ہلا اور اس دوران عربی نظمیں مقامی زبان میں مسیح کی آمد کے متعلق پڑھی جاتی رہیں۔ کورس کے رنگ میں دعائیں پڑھی گئیں۔ سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر اور تسبیحات و تکبیرات کا ورد جاری رہا۔ کبھی کبھی کوئی نعرہ بھی لگا دیتا۔ جماعت کے انتظام کا یہ عالم تھا کہ ہزاروں ہزار لوگوں کا انتظام کرسیوں پر کیا گیا تھا۔ بارش جاری تھی اور لوگ آرام و سکون سے بیٹھے ہوئے تھے۔ اس دوران جبکہ بارش پورے زور سے جاری تھی حضور تشریف لے آئے، احباب کو بارش میں بھیگتا دیکھ کر حضور بھی احباب کی محبت کی وجہ سے اسی بارش میں بھیگتے خود بھی سٹیج پر تشریف لے آئے۔ حضور کی شیروانی مبارک بارش میں بھیگ گئی اور اسی عالم میں زبردست نعروں کے جلو میں حضور نے احباب کو خطاب فرمایا۔

(روزنامہ الفضل خاص نمبر 26 اکتوبر 1980ء صفحہ 23)

غانا کے عشاقِ خلافت

13 مارچ 2004ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جہاز غانا کے لوکل ٹائم کے مطابق شام چھ بجکر 35 منٹ پر اکرا کے انٹرنیشنل ایئر پورٹ (Kotoka) پر اترا۔ غانا کے جملہ ریجنز سے 3000 سے زائد احمدی احباب حضور انور کے استقبال کے لئے ایئر پورٹ پر موجود تھے۔ استقبال کے لئے آنے والوں کا سلسلہ صبح سے جاری تھا۔ بعض احباب ایک دو دن قبل ہی اکرا پہنچے ہوئے تھے۔ حضور انور کے جہاز کا اترنا ہی تھا کہ احباب جماعت نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے اور خوب گرمجوشی سے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔ جہاز کی کھڑکیوں سے یہ سارا دل فریب نظارہ نظر آ رہا تھا۔

جلسہ سالانہ غانا کا منظر

جلسہ گاہ کو بینرز سے خوب سجایا گیا ہے۔ بینرز پر مختلف آیات، احادیث نبویہ اور الہامات حضرت مسیح موعود درج تھے۔

بستان احمد کی چار دیواری پر نظر ڈالیں تو ہر طرف سفید اور کالے رنگ کے یونیفارم میں ملبوس خدام ڈیوٹی پر کھڑے نظر آتے تھے۔ 60 خدام اپنے مخصوص یونیفارم میں حضور انور کے اعزاز میں گارڈ آف آنر پیش کرنے کے لئے تیار کھڑے تھے۔ حضور انور پولیس کی گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کے سکواڈ میں جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ ... خدام کے ایک دستہ نے حضور پرنور کے اعزاز میں گارڈ آف آنر پیش کیا اور حضور انور کو خوش آمدید کہا۔۔۔

حضور انور کا والہانہ استقبال

پرچم کشائی کے بعد حضور انور جلسہ گاہ میں داخل ہوئے تو ساری فضا

نعرہ ہائے تکبیر کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی۔حضور انور پہلے مردوں کی طرف تشریف لے گئے اور ہاتھ ہلا کر ان کے نعروں کا جواب دیا۔ پھر آپ عورتوں کی طرف تشریف لائے جہاں عورتوں نے ہاتھوں میں لئے سفید رومال ہلاہلا کر پر جوش نعروں سے حضور انور کا خیر مقدم کیا۔ ہر احمدی کا چہرہ خوشی سے تمتما رہا تھا۔ ایسا کیوں نہ ہوتا۔ اسے پیارے محبوب امام کا دیدار ہو رہا تھا۔ غانا کی تاریخ میں یہ وہ تاریخی دن تھا جو پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ آج غانا سے پہلی مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح کا خطاب اور جلسہ کی کارروائی MTA کے ذریعہ ساری دنیا میں براہ راست نشر کی جارہی تھی۔

کماسی کا دل فریب نظارہ

20 مارچ 2004ء کو حضور انور آسوکورے سے کماسی کے لئے روانہ ہوئے۔ 4 بجے سہ پہر حضور انور کماسی پہنچے اور مشن ہاؤس کا معائنہ فرمایا مشن ہاؤس سے ایک کلومیٹر باہر سے سڑک کے دونوں طرف مردوزن بچے اور بچیاں ہزارہا کی تعداد میں، احمدیت کے جھنڈے لہراتے ہوئے حضور کا استقبال کر رہے تھے اور نعرے لگا رہے تھے۔حضور انور مشن ہاؤس کے گیٹ میں داخل ہوئے تو قریباً 60 بچیوں نے بڑی مترنم آواز سے ترانہ ’’سیدی، مشفقی، مرشدی، مہرباں‘‘ پڑھا، غانین بچوں کے منہ سے پیارے آقا کی محبت میں اردو ترانہ، دل کو بہت بھا رہا تھا، دل ان کی خلافت سے محبت پر واری ہوا جاتا تھا، یہ بچیاں سفید دوپٹے، سفید لباس پہنے ہوئے تھیں اور ہاتھوں میں احمدیت کے جھنڈے لہرا رہی تھیں۔حضور انور ان بچوں کے پاس کھڑے ہو گئے۔ اور ترانہ سنتے رہے۔ اس ترانہ کے بعد غانین احمدی بچیوں نے نظم، ’’ہے دست قبلہ نما لاالٰہ الا اللہ‘‘ مترنم آواز سے پڑھی، حضور انور نے یہ نظم سنی اور بہت خوشی کا اظہار فرمایا۔حضور انور نے اپنے استقبال کے لئے آنے والے غیر احمدی چیف اور ائمہ کرام کو شرف مصافحہ بخشا۔ ریجنل صدر Mr. Abdullah Nasir Boateng نے حضور انور کو ایک سکارف پہنایا جس پر ’’Welcome to Ashanti Region‘‘ کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ ایک طفل عدنان ابوبکر نے حضور انور کی خدمت میں پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔

کماسی کی مسجد میں

چار بج کر پچیس منٹ پر حضور انور نے کماسی کی تین منزلہ بہت خوبصورت اور وسیع وعریض مسجد میں نماز ظہر وعصر پڑھائیں اور اس پر نصب ’’یادگاری تختی‘‘ کی نقاب کشائی فرمائی۔ اس وقت ہزاروں کی تعداد میں احمدی احباب موجود تھے۔ غیر احمدی چیف اور ائمہ نے بھی حضور انور کے ساتھ نماز ادا کی۔ اس مسجد میں چھ ہزار نمازیوں کے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ نماز ادا کرنے کے بعد حضور انور مسجد کی تیسری منزل کی بالکنی پر تشریف لے گئے۔ مسجد کے احاطہ میں ہزارہا احمدی اپنے پیارے آقا کے دیدار کے منتظر تھے۔

حضور انور کا چہرہ مبارک دیکھنا ہی تھا کہ ہر طرف سے نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوئے۔ احباب کی خوشی ومسرت کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ ہجوم بڑے جوش وخروش کے ساتھ نعرے لگا رہا تھا۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے فلک شگاف نعروں سے بیت الذکر کی فضا گونج رہی تھی۔ یہ انبوہ کثیر جب کورس کی شکل میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھتا تو دلوں پر عجیب کیفیت طاری ہوتی۔ منظر ناقابل بیان ہے۔

سب یک آواز ہو کر احمدیت زندہ باد، کے نعرے لگا رہے تھے۔ نیز لبیک اللھم لبیک کے الفاظ کورس کی شکل میں پڑھ رہے تھے۔

یہ عجیب روح پرور اور ایمان افروز نظارہ تھا۔حضور انور مسلسل 10منٹ تک متبسم چہرہ کے ساتھ ہاتھ ہلا ہلا کر ’’مشتاقان دید‘‘ کے والہانہ نعروں کا جواب دے رہے تھے۔

بھاگتے بھاگتے گاڑی صاف کر ڈالی

22 مارچ 2004ء کو حضور انور وا (Wa) اپرویسٹ ریجن (Upper West Region) کے لئے روانہ ہوئے۔قریباً چھ گھنٹے کے طویل اور تھکادینے والے سفر کے بعد حضور انور پونے تین بجے WA مشن ہاؤس پہنچے۔ ٹیچی مان سے وا (WA) جانے والی 195 میل لمبی سڑک میں سے 71 میل کا حصہ کچا ہے اور اتنی گرد پائی جاتی ہے کہ کچھ سجھائی نہیں دیتا کہ کدھر جارہے ہیں۔ نہ اگلی گاڑی نظر آتی ہے نہ پچھلی۔ اس گرد وغبار میں اندازہ لگا کر ہی سڑک پر رہنا پڑتا ہے۔سڑک میں چھوٹے چھوٹے گڑھے ہونے کی وجہ سے اس قدر جھٹکے لگتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ یہ 71 میل کا سفر قریباً چار گھنٹے میں طے ہوا۔ اگر یہ حصہ، پختہ سڑک پر مشتمل ہوتا تو وا کا سارا سفر تین ساڑھے تین گھنٹے کا بنتا ہے۔حضور انور کی گاڑی مسلسل ’’WA‘‘ کی جانب عازم سفر تھی۔

وا کی حدود میں داخل ہوئے تو سڑک کے دونوں طرف خدام اور لجنہ نے نعرہ ہائے تکبیر سے حضور انور کا استقبال کیا۔مشن ہاؤس تک پہنچنے کے لئے ابھی دو میل کا سفر باقی تھا۔ اس سارے راستے میں احباب جماعت مختلف گروپس اور ٹولیوں کی شکل میں حضور انور کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔سڑکوں پر خوش آمدید اور اھلاً وسھلاً ومرحبا کے بینرز لگے ہوئے تھے۔

حضور انور کی گاڑی مشن ہاؤس پہنچی تو احمدیوں کی بھاری تعداد حضور کے استقبال کے لئے موجود تھی۔سب احمدی احباب سفید لباس میں ملبوس نعرہ ہائے تکبیر لگا رہے تھے اور اھلاً وسھلاً ومرحبا کے الفاظ پڑھ رہے تھے۔

خدام کی حضور انور سے وارفتگی کا یہ عالم تھا کہ جب انہوں نے دیکھا کہ حضور کی گاڑی مٹی سے اٹی پڑی ہے تو وہ گاڑی کے دونوں طرف بھاگنے لگے۔ بھاگتے بھاگتے حضور انور کی چلتی ہوئی گاڑی مشن ہاؤس میں پہنچنے سے پہلے ہی صاف کر ڈالی۔

حضور انور کے استقبال کے وقت لاؤڈ سپیکر پر، احمدیت زندہ باد اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس زندہ باد کے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے جارہے تھے۔حضور انور لجنہ کی طرف بھی تشریف لے گئے اور ہاتھ ہلا کر ان کے والہانہ نعروں کا جواب دیا۔حضور انور نے Elders کو بھی جو ایک قطار میں کھڑے تھے شرف مصافحہ بخشا۔

برکینافاسو میں مصافحہ کے بعد کا عالم

مصافحہ کے بعد بعض لوگوں نے خصوصاً بڑی عمر کے لوگوں نے کہا کہ ہم بہت تکلیف اٹھا کر اور لمبا سفر کر کے دو دن میں یہاں پہنچے ہیں اور ہم سارے راستہ میں یہ دعا کرتے رہے کہ خدا تعالیٰ ایسا موقع پیدا فرمادے کہ ہم خلیفہ کو اپنا ہاتھ لگالیں۔ بعد میں معلوم نہیں کہ زندگی میں دوبارہ ملاقات ہو آج اللہ نے ہماری دعا سن لی ہے۔ اور ہمارے ہاتھوں نے حضور انور کے ہاتھوں کو چھو لیا ہے۔

حضور انور سے مصافحہ کرنے کے بعد بعض لوگ اپنا ہاتھ اپنے چہرہ پر اور اپنے کپڑوں پر ملتے۔ ہر ایک کی محبت کا اپنا اپنا انداز تھا۔ ایک صاحب نے مصافحہ کے بعد اپنے ہاتھ پر رومال لپیٹ لیا کہ اب میرے ہاتھ کو کوئی دوسرا ہاتھ نہ لگے اور میں اس برکت کو ساتھ لئے رکھوں۔

ایک روز حضور انور نے گزرتے ہوئے ایک بچے کو پیار کیا اور اس سے مصافحہ فرمایا تو قریب کھڑے لوگوں نے اس بچے کا ہاتھ چومنا شروع

کر دیا کہ حضور کا ہاتھ اس بچے کے ہاتھ کو لگا ہے۔

ایک فدائی خلافت کا منفرد تحفہ

بوبو جلاسو برکینا فاسو میں ریڈیو سٹیشن کے معائنہ کے بعد حضور باہر تشریف لائے تو Koudogou ریجن کے Tyniema (چینما) نامی گاؤں کے ایک مخلص دوست جن کا نام مسٹر ادریس تھا حضور انور کی خدمت میں ایک چھڑی اور اپنا اکلوتا بیٹا پیش کیا بیٹے کی عمر 25 سال ہے۔ والد کی خواہش ہے کہ اس کا بچہ جماعت کی خدمت کرے۔ اس شخص کے ذریعہ Tyniena اور Naba Dougou میں احمدیت کا نفوذ ہوا ہے۔ اور جماعتوں کا قیام عمل میں آیا ہے۔ یہ صاحب اپنی بزرگی کی وجہ سے اپنے علاقہ میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

بینن کے فدائیانِ خلافت کے اخلاص کا نظارہ

بینن کے مقامی وقت کے مطابق رات 7 بجکر بیس منٹ پر حضور انور کا طیارہ بینن کے انٹرنیشنل کوتونو (Cotunou) ایئر پورٹ پر اترا اور وہ تاریخ ساز لمحہ آپہنچا جب خلیفۃ المسیح کے قدم پہلی بار بینن (بادشاہوں کی سرزمین) پر پڑے۔ جہاز کی سیڑھیوں پر امیر صاحب بینن، مجلس عاملہ کے بعض ممبران، مربیان اور ڈاکٹرز نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

حضور انور ایئر پورٹ سے Portonovo (پورٹونووو) روانہ ہونے کے لئے VIP لاؤنج سے جب باہر تشریف لائے تو بینن کی مختلف جماعتوں سے حضور انور کے استقبال کے لئے آئے ہوئے دو ہزار سے زائد افراد نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ اھلا و سھلا و مرحبا لکم کی آوازیں ہر طرف سے آرہی تھیں۔خواتین اور بچیاں استقبالیہ گیت گا رہی تھیں۔ اور مرد وزن چھوٹے بڑے سبھی ہاتھ ہلا ہلا کر حضور انور کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔حضور انور نے ہاتھ ہلا کر سب کو سلام کیا۔ خدام الاحمدیہ کے گروپس اپنے مخصوص لباس میں چاق وچوبند ڈیوٹی پر موجود تھے۔ بچیاں سفید لباس میں ملبوس والہانہ انداز میں نغمے گا رہی تھیں۔ بڑا ہی ایمان افروز اور روح پرور منظر تھا۔ سبھی کی نظریں اپنے پیارے امام کے چہرہ پر مرکوز تھیں سبھی نے پہلی بار حضور انور کو اپنے درمیان دیکھا تھا۔ ہر کوئی خوشی سے پھولے نہ سماتا تھا۔

دیدار کے واسطے پیدل سفر

مشن ہاؤس جانے والی سڑک پر جونہی حضور انور کی گاڑی داخل ہوئی سڑک کے دونوں طرف کھڑے احباب جماعت نے والہانہ انداز میں حضور انور کا استقبال کیا بچے استقبالیہ نغمے پڑھنے کے ساتھ ساتھ ہاتھ اٹھا کر حضور انور کو سلامی دے رہے تھے۔ جب حضور انور گاڑی سے اترے تو ایک طفل نے حضور انور کی خدمت میں پھول پیش کئے اور ساتھ ہی تمام بچوں نے یک زبان ہو کر اردو میں یہ کہا ’’ہم پیارے حضور کو بینن کی سرزمین پر خوش آمدید کہتے ہیں‘‘ یہ فقرہ بچوں نے بار بار دہرایا۔ اور پھر فرنچ زبان میں بھی حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ اس ریجن کی 17 جماعتوں کے 1700 سے زائد احباب نے والہانہ انداز میں نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے حضور انور کا استقبال کیا۔ ہر طرف سے اھلا وسھلا و مرحباً لکم

کی آوازیں آرہی تھیں۔

یہ سب احباب دور دور کی جماعتوں سے سفر کی تکالیف اٹھا کر یہاں پہنچے تھے اکثر جگہوں پر کچے راستے ہیں اور ٹرانسپورٹ بھی نہیں ہے۔ بعض جماعتیں 18 کلو میٹر تک پیدل سفر کرکے اس جگہ پہنچیں جہاں سے ٹرانسپورٹ مل سکتی تھی۔بعض لوگ 135 کلو میٹر کے کچے راستوں سے سفر کر کے پہنچے۔لیکن کسی کے چہرے پر تھکاوٹ کے کوئی آثار نہیں تھے ہر ایک کے چہرہ پر خوشی ومسرت تھی۔ ہر ایک مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بوڑھا اپنے پیارے آقا کے دیدار کے لئے بیتاب تھا ایسا کیوں نہ ہوتا آج ان کی زندگی میں ایسا دن آیا تھا جب ان کا محبوب امام ان میں موجود تھا۔

(دورہ افریقہ نمبر الفضل ربوہ 28 دسمبر 2004ء)

فدائیانِ خلافت کے عشق کا ایک نظارہ

16 اپریل 2008ء کو اکرا غانا میں گیسٹ ہاؤسز کے افتتاح کے بعد حضور انور واپس رہائش گاہ جانے کے لئے روانہ ہوئے تو راستہ کے دونوں طرف جو قریباً ڈیڑھ فرلانگ ہے، حضور انور کے عشاق پروانوں کی طرح اپنی شمع پر اُمڈ آئے۔ ہر طرف ایک ہجوم تھا، تل دھرنے کو جگہ نہیں ملتی تھی۔عورتیں، مرد، بچے اور بوڑھے سب خوشی ومسرت سے جھومتے ہوئے نعرے بلند کر رہے تھے اور استقبالیہ نغمے الاپ رہے تھے۔ قابل دید منظر تھا لیکن ناقابل بیان۔ ہر ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔عورتیں بھاگتے ہوئے جگہ تلاش کرتی تھیں کہ کہیں قدم رکھنے کی جگہ مل جائے اور اپنے آقا کی ایک جھلک دیکھ سکیں۔ خدام اپنے مخصوص لباس سفید شرٹ اور سیاہ پتلون میں ملبوس، گلوں میں خدام کے رومال ڈالے اور سروں پر اپنی مخصوص سفید دھاری والی سیاہ ٹوپی پہنے، سینکڑوں کی تعداد میں چاک وچوبند ڈیوٹی پر موجود تھے اور حضور انور کی کار اور راستہ کے دونوں طرف مسلسل ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔حضور انور کی گاڑی بہت آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ ایک طرف حضور انور اپنے عشاق کو دیکھ رہے تھے تو دوسری طرف عشاق کی نظریں مسلسل حضور انور کے پُرنور چہرہ پر مرکوز تھیں اور ہر ایک اپنی پیاس بجھا رہا تھا۔ یہ پیاسے لوگ آج سیراب ہورہے تھے اور ان کی ترسی ہوئی نگاہوں کو تراوت نصیب ہو رہی تھی۔ یہ روح پرور، ایمان افروز منظر اور ماحول حضور انور کی رہائش گاہ تک جاری رہا۔حضور انور کی گاڑی آہستہ آہستہ رہائش گاہ میں داخل ہوئی۔

(الفضل ربوہ 28 اپریل 2008ء)

305 سائیکل سوار خدام

غانا کے جوبلی جلسہ میں سب سے بڑا وفد بورکینا فاسو سے شامل ہوا جس کی تعداد تین ہزار کے لگ بھگ تھی۔ یہ وفد 44 بسوں اور 13 گاڑیوں اور ٹرکوں کے ذریعہ بڑا لمبا سفر طے کر کے غانا پہنچا۔ اس وفد کی سب سے اہم بات یہ تھی کہ تین صد سے زائد خدام سائیکلوں پر 1600 کلومیٹر سے زائد بڑا طویل، تکلیف دہ اور انتہائی کٹھن سفر طے کر کے اپنے پیارے آقا کے دیدار کے لئے غانا پہنچے۔ ان خدام کو جونہی علم ہوا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز غانا کے جلسہ میں شامل ہو رہے ہیں تو 1135 خدام سائیکلوں پر اس سفر کے لئے تیار ہو گئے۔ ہر ایک میں ایک غیر معمولی جوش اور جذبہ تھا۔ جماعتی انتظامیہ نے بڑی مشکل سے صرف 300 خدام کو اجازت دی۔ اس سفر کے لئے حکومتی انتظامیہ نے بھی ہر لحاظ سے تعاون کیا اور غانا کے ایمبیسڈر صاحب نے خصوصی اجازت نامہ جاری کیا۔ ان خدام کی روانگی سے قبل 5اپریل 2008ء کو واگاڈوگو شہر کے وسط میں واقع Palace Da Nation جس میں سرکاری پریڈ ہوتی ہے۔ ایک تقریب منعقد ہوئی جس میں Youth Ministry کے جنرل سیکرٹری، غانا کے ایمبیسڈر صاحب، ممبر قومی اسمبلی اور بہت سے دیگر حضرات نے شرکت کی۔میڈیا کے نمائندگان بھی شامل ہوئے۔

اس موقعہ پر وزارت یوتھ کے جنرل سیکرٹری نے کہا کہ وہ اس بات کا گواہ ہے کہ احمدی نوجوان عزم رکھتے ہیں۔نیشنل اجتماع کے موقع پر خدام نے بڑی تعداد میں اپنے خون کا عطیہ دیا تھا۔ ایک زمانہ تھا کہ ہمارے بزرگ پیدل غانا جایا کرتے تھے۔ پھر غانا کے ذریعہ پہلا سائیکل سوار بورکینا فاسو آیا تھا اور آج ہم تین سو سائیکل سوار غانا بھجوا رہے ہیں جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔

غانا کے ایمبیسڈر نے کہا کہ اگرچہ یہ لمبا اور کٹھن سفر بہت مشکل کام ہے لیکن جب احمدی خدام نے عزم کرلیا ہے تو پھر ان کے لئے کوئی مشکل نہیں۔

اس موقع پر TV کے ایک نمائندہ نے پوچھا کہ سائیکل بہت خستہ حال ہیں یہ کس طرح اتنا بڑا سفر کر سکتے ہیں تو جماعتی نمائندہ نے اس کا جواب دیا کہ اگرچہ سائیکل خستہ ہیں لیکن ایمان اور عزم بڑا ہے کہ ہم خلافت کے انعام کے شکرانے کے طور پر یہ سفر اختیار کر رہے ہیں۔ جب نیشنل TV نے اسی شام یہ خبر نشر کی تو اس کا آغاز اس طرح کیا۔

’’اللہ کی خاطر خلافت جوبلی کے لئے واگاڈوگو سے اکرا کا سائیکل سفر! اگرچہ سائیکل خستہ ہیں لیکن ایمان بہت مضبوط‘‘

پھر TV نے یہ خستہ حال سائیکل بھی دکھائے۔ پھر دو خدام سے سوال پوچھے کہ کیوں جارہے ہیں۔ ایک خادم نے جواب دیا کہ اپنے خلیفہ سے ملنے جارہا ہوں۔ دوسرے نے کہا احمدیہ خلافت جوبلی کی سوسالہ تقریبات میں ہمارے خلیفہ آرہے ہیں ان میں شامل ہونے کے لئے جارہا ہوں۔

جب خلافت احمدیہ کے ان فدائی احمدی سائیکل سواروں کا قافلہ واگاڈوگو سے روانہ ہوا تو پولیس نے وہ تمام راستے جن سے اس قافلہ کا گزر ہونا تھا بند کر دیئے۔سڑک کے دونوں طرف لوگوں کا ہجوم تھا جو یہ نظارہ دیکھ رہا تھا اور ان کے درمیان یہ احمدی فدائی نوجوان خلافت جوبلی کے لوگو کی شرٹس پہنے غانا کی طرف رواں دواں تھے۔ جب یہ قافلہ شام کو غانا کے بارڈر پر پہنچا تو باقاعدہ ایک تقریب منعقد ہوئی اور بارڈر کی انتظامیہ، پولیس اور سرکردہ افراد نے ان کو رخصت کیا اور یوں یہ قافلہ نعرے لگاتا ہوا غانا کی سرزمین میں داخل ہوا۔ غانا میں بارڈر سے ہی TV، ریڈیو اور میڈیا نے اپنی خبروں میں وسیع پیمانہ پر Coverage دی۔

یہ قافلہ جس گاؤں، قصبے اور شہر سے گزرتا تو سارا شہر اُمڈ آتا اور والہانہ استقبال کرتے اور ہمارے سائیکل سوار بھرپور نعرے لگاتے۔ پہلی رات بولغا میں رہے اور دوسری رات ٹمالے میں۔ ٹمالے میں اس قافلہ کے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب کا انعقاد کیا گیا۔جس میں امیر صاحب غانا بھی اکرا سے ہوائی جہاز کے ذریعہ پہنچے۔ ناردرن ریجن کے منسٹر، اعلیٰ سرکاری حکام اور TV، پریس کے نمائندوں نے اس تقریب میں شرکت کی۔

مختلف مقامات پر پڑاؤ کرتے ہوئے سات دن مسلسل ان کا سفر جاری رہا۔ ان سائیکل سواروں میں پچاس سے ساٹھ سال کی عمر کے سات انصار بھی شامل تھے اور دو تیرہ تیرہ سال کے بچے بھی شامل تھے۔ جب ان بچوں سے امیر صاحب بورکینا فاسو نے کہا کہ آپ سفر پر نہیں جائیں گے تو یہ غمزدہ ہوگئے اور اپنے قائد اور معلم کے پیچھے بھاگے کہ امیر صاحب کو کہیں کہ ہم ضرور جائیں گے۔ اب ہم واپس نہیں جائیں گے۔ چنانچہ ان بچوں کو اجازت دے دی گئی اور ان دونوں نے بہت ہی خوشی کے ساتھ یہ سارا سفر مکمل کیا۔

صدر صاحب خدام الاحمدیہ بورکینا فاسو جالو عبدالرحمن صاحب نے بتایا کہ ابتدائی جاں نثاروں نے دین کی خاطر بے حد قربانیاں کیں۔ ہم یہ چاہتے تھے کہ ہمارے خدام بھی ہر طرح کی قربانی کے لئے تیار ہوں اور ہماری خواہش تھی کہ خلافت جوبلی کے سلسلہ میں کوئی ایسا خاص کام کیا جائے جس سے ہمارے اخلاص اور وفا کا اظہار خلافت کے ساتھ ہو اور ہم حضور انور کو بتائیں کہ ہم ہر قربانی کے لئے تیار ہیں اور ہر چیلنج کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ ہم نے سائیکل سفر کے ذریعہ جلسہ سالانہ غانا میں شمولیت کی تحریک کی۔جس پر خدام نے لبیک کہا اور 1435 خدام نے اپنے نام پیش کر دیئے۔بعض انتظامی مشکلات کی وجہ سے 300 کا انتخاب کیا گیا اور ہم اپنے عزم میں سرخرو ہوئے۔

(الفضل ربوہ 10 مئی 2008ء)

مصافحہ کا شرف

جلسہ کے انتظامات کے دوران حضور انور مختلف راستوں سے گزر رہے تھے ایک جگہ پر بورکینا فاسو سے سائیکلوں پر آنے والے 305 خدام کھڑے تھے جو سولہ سو کلو میٹر سے زائد سفر طے کر کے جلسہ میں شرکت کے لئے غانا پہنچے تھے۔حضور انور ان کے قریب پہنچ کر گاڑی سے اتر آئے اور ان میں سے ہر ایک کو شرف مصافحہ بخشا۔ ان خدام کے چہرے خوشی سے کِھل اٹھے۔ سات دن کے طویل اور انتہائی کٹھن سفر کی تھکاوٹ پل بھر میں دور ہوگئی اور ان میں نئی جان آ گئی۔ ہر ایک بے حد خوش تھا۔ ایک دوسرے کو گلے لگ کر مبارکباد دیتے تھے۔حضور انور سے مصافحہ کے بعد اپنے ہاتھ چومتے اور بعض اپنے جسم پر پھیرتے اور ان برکتوں کے مزے لوٹتے۔ زہے قسمت زہے نصیب۔

(الفضل ربوہ 2 مئی 2008ء)

برکت کے حصول کے نظارے

سوادوگو سالف صاحب صدر جماعت وایو گیا حضور انور سے مصافحہ کرنے کے بعد اپنے ہاتھ اپنے منہ اور بازوؤں پر ملنے لگے اور کہتے جاتے کہ روحانیت لے لی ہے۔

ڈوری کے ایک صاحب کہنے لگے کہ سارے سفر کی تکلیف دور ہوگئی ہے اور ہمارا مقصد پورا ہوگیا۔ ہم تو برکات لینے آئے تھے اور برکات ہمیں مل گئی ہیں۔

حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کرنے کے بعد ایک صاحب کہتے جاتے تھے کہ نور ہی نور ہے، آج مجھے بہت مزا آیا ہے۔ میں بہت خوش ہوں۔

ایک ڈرائیور جو کہ بورکینا فاسو سے آئے تھے۔حضور انور سے مصافحہ کے بعد کہنے لگے کہ دو دن تک کسی سے ہاتھ نہیں ملاؤں گا تا کہ برکت دور نہ ہو جائے۔

سویا گاؤں کے ہیما مکری صاحب کہنے لگے کہ آج حضور انور سے مل کر میری زندگی کا مشن مکمل ہوگیا ہے اب مجھے کسی چیز کی خواہش نہیں رہی۔ جو مجھے ملنا تھا مل گیا ہے۔

آئیوری کوسٹ کے ایک دوست کہنے لگے کہ حضور انور سے ملاقات کے بعد میری اصلاح ہوگئی ہے جب ان سے پوچھا گیا کہ کیسے ہوئی ہے؟ تو کہنے لگے کہ جب بھی میں کوئی برا کام کرنے لگوں گا تو خیال آئے گا کہ میرے ہاتھ کو حضور انور نے چھوا ہوا ہے اور برے کام سے رک جاؤں گا۔

بورکینا فاسو کے ایک دوست عیسیٰ سیاماں صاحب نے کہا کہ میں نے 2005ء میں بیعت کی تھی۔ مجھے آج پتہ چلا ہے کہ میں کیا ہوں اور کتنا خوش قسمت ہوں اور میں نے کیا پایا ہے، اپنی خوشی کا اظہار نہیں کرسکتا۔ ایک دوست نے جلسہ سالانہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اپنی زندگی میں حج کے بعد یہ سب سے بڑا مجمع دیکھا ہے۔

(الفضل ربوہ 9 مئی 2008ء)

اللہ تعالیٰ ان روحوں میں فدائی روحوں پر اپنا فضل نازل فرمائے اور ان کے ایمان و ایقان میں برکت عطا فرمائے اور یہ روز بروز خلافت سے محبت میں بڑھتے چلے جائیں۔ آمین

پروفیسر مجید احمد بشیر

انمول ہیرے

روزنامہ الفضل آن لائن کی 23جون 2022ء کی اشاعت کے اداریے پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک ارشاد درج تھا کہ ''ہر احمدی جماعت کا قیمتی وجود ہے۔ خدام و اطفال بہت انمول ہیں۔'' زیرِ نظر مضمون حضور انور کے اسی ارشاد کو کو سامنے رکھتے ہوئے تحریر کیا گیا ہے۔

انمول ہیرے وہ ہیں جن کے بارے میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتًا ؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ یُرۡزَقُوۡنَ ﴿۱۷۰﴾ (آل عمران: 170)۔ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے اُن کو ہرگز مُردے گمان نہ کر بلکہ (وہ تو) زندہ ہیں (اور) انہیں ان کے ربّ کے ہاں رزق عطا کیا جارہا ہے۔

چنانچہ کلام الٰہی کے مطابق یہی وہ انمول ہیرے ہیں جنہوں نے اپنے عہدوں کو کما حقہ نبھایا جو انہوں نے بحیثیت ایک احمدی خادم کے کئے تھے کہ میں دینی، قومی اور ملی مفاد کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور عزت اور خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کی خاطر قربانی کے لئے ہر دم تیار رہوں گا۔

جماعت احمدیہ کے خلاف 1934ء کی تحریک ہو یا 1953ء کی تحریک ہو، 1974ء کی مخالفت ہو یا بدنام زمانہ حکومت کی سرپرستی میں 1984ء کی تحریک ہو، خدام احمدیت نے اپنے عہدوں کا ہمیشہ پاس رکھا اور ہمیشہ ساری جماعت کے شانہ بشانہ چلتے ہوئے قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کیے۔

انمول ہیروں کی اس فہرست میں ہر ایک کا پیشہ مختلف، مصروفیات مختلف تھی، تعلیمی معیار مختلف تھے لیکن ایک چیز مشترک تھی کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لیے کیا جانے والا عہد سب کے لیے ایک تھا۔

خون شہیدان امت کا اے کم نظر رائیگاں کب گیا تھا کہ اب جائے گا
ہر شہادت تیرے دیکھتے دیکھتے پھول پھل لائے گی، پھول پھل جائے گی

شہدائے احمدیت میں عمر رسیدہ بزرگان کے علاوہ نوجوانوں کی ایک کثیر تعداد نے اسلام اور احمدیت کی خاطر اپنی جان کے نذرانے پیش کئے، ذیل میں نام درج کئے جارہے ہیں۔

نمبر شمار	نام شہید	مقام	ملک	تاریخ شہادت
1	صاحبزادہ مرزا غلام قادر صاحب	ربوہ	پاکستان	14.04.1999
2	حضرت مولوی عبد الرحمان صاحب شاگرد سید الشہداء	کابل	افغانستان	وسط 1901ء
3	صاحبزادہ محمد سعید جانؓ ابن حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحبؓ	شیر پور	افغانستان	1918ء
4	صاحبزادہ محمد عمر جانؓ ابن حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحبؓ	شیر پور	افغانستان	1918ء
5	مولوی عبید اللہ صاحب ابن حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی	ماریشس	ماریشس	07.12.1923
6	حضرت مولوی نعمت اللہ خان صاحب	کابل	افغانستان	31.08.1924
7	مولوی عبد الحلیم صاحب	کابل	افغانستان	05.02.1925
8	قاری نور علی صاحب	کابل	افغانستان	05.02.1925
9	مکرم حافظ بشیر احمد صاحب جالندھری	قادیان	ہندوستان	02.05.1938
10	مکرم ولی داد خانصاحب	خوست	افغانستان	15.02.1939
11	مکرم عدالت خان صاحب آف خوشاب	کشمیر	پاکستان	1939ء
12	عبدالرحمان سماٹری صاحب	قادیان	ہندوستان	13.08.1941
13	محترم جائد (Jaid) صاحب موضع چوکنگ کاونگ (ضلع تاسک ملایا)	مغربی جاوا	انڈونیشیا	1945ء
14	محترم سورا (Sura) صاحب	مغربی جاوا	انڈونیشیا	1945ء
15	محترم سائری (Sairi) صاحب	مغربی جاوا	انڈونیشیا	1945ء
16	محترم حاجی حسن صاحب	مغربی جاوا	انڈونیشیا	1945ء
17	محترم راڈن صالح (Raden Saleh) صاحب	مغربی جاوا	انڈونیشیا	1945ء
18	دھلان Dahlan صاحب	مغربی جاوا	انڈونیشیا	1945ء
19	محترم حاجی سنوسی (Sanusi) Sangiang صاحب Lombang Indhiang	مغربی جاوا	انڈونیشیا	1945ء
20	محترم اومو (Omo) صاحب	مغربی جاوا	انڈونیشیا	1945ء
21	محترم تہیان (Tahyan) صاحب	مغربی جاوا	انڈونیشیا	1945ء
22	محترم سہرومی (Sahromi) صاحب	مغربی جاوا	انڈونیشیا	1945ء
23	محترم مارتاوی (Martawi) Warung صاحب Doyong Chianjur	انڈونیشیا	انڈونیشیا	04.05.1945
24	مکرم مرزا منور احمد صاحب مبلغ امریکہ	ڈیٹن	امریکہ	15.09.1948
25	محترم سوما (Soma) صاحب صدر جماعت چیانڈام	چیانڈام	انڈونیشیا	03.03.1953
26	محترم اوسون (Uson) صاحب سیکرٹری چیانڈام جماعت	چیانڈام	انڈونیشیا	03.03.1953
27	محترم سارمان (Sarman) صاحب	چیانڈام	انڈونیشیا	03.03.1953
28	محترم جملی (Jumli) صاحب	چیانڈام	انڈونیشیا	03.03.1953
29	ڈاکٹر میجر محمود احمد صاحب	کوئٹہ	پاکستان	19.08.1948
30	ماسٹر غلام محمد صاحب	اوکاڑہ	پاکستان	01.10.1950
31	میاں جمال احمد صاحب آف مغلپورہ	لاہور	پاکستان	06.03.1953
32	سید رضوان عبد اللہ صاحب آف سوڈان	ربوہ	پاکستان	26.08.1953
33	مکرم پیر سلطان آدم صاحب	قادیان	ہندوستان	04.10.1947
34	مکرم مرزا احمد شفیع صاحب	قادیان	ہندوستان	1947ء

نمبر شمار	نام شہید	مقام	ملک	تاریخ شہادت
35	مکرم عبدالجبار صاحب ابن فیض محمد صاحب	قادیان	ہندوستان	1947ء
36	مکرم ملک حمید علی صاحب	قادیان	ہندوستان	1947ء
37	مکرم غلام محمد صاحب ولد میاں غلام قادر صاحب	قادیان	ہندوستان	1947ء
38	مکرم عبدالحق صاحب	قادیان	ہندوستان	1947ء
39	محمد شریف آف قادر آباد	قادیان	ہندوستان	1947ء
40	مکرم نیاز علی صاحب آف کھاریاں	قادیان	ہندوستان	1947ء
41	مکرم عبدالمجید خاں صاحب آف کھارا	نزد قادیان	ہندوستان	1947ء
42	منور احمد صاحب آف کھارا	نزد قادیان	ہندوستان	1947ء
43	مکرم محمد اسماعیل صاحب ابن حضرت چوہدری فقیر محمد صاحبؓ	قادیان	ہندوستان	1947ء
44	مکرم عبدالرحمٰن صاحب آف پیرو شاہ	قادیان	ہندوستان	1947ء
45	خواجہ محمد عبداللہ لون صاحب آف آسنور کشمیر	قادیان	ہندوستان	1947ء
46	محمد منیر شامی صاحب	قادیان	ہندوستان	1947ء
47	مکرم چراغ دین صاحب	قادیان	ہندوستان	1947ء
48	مکرم جمال احمد صاحب بھاٹی گیٹ	لاہور	پاکستان	06.03.1953
49	ایک احمدی عطار صاحب گندہ انجن	لاہور	پاکستان	08.03.1953
50	حاجی فضل محمد خانصاحب	نزد پیواڑ کوتل	افغانستان	1957ء
51	محمد احمد صاحب رہ سبز	کابل	افغانستان	1957ء
52	مکرم عثمان غنی شاہ صاحب	برہمن بڑیہ	بنگلہ دیش	03.11.1963
53	ماسٹر غلام حسین صاحب ولد عبدالکبیر بٹ صاحب	گلگت	پاکستان	اکتوبر 1967ء
54	چوہدری حبیب اللہ صاحب	قبولہ	پاکستان	13.06.1969
55	مکرم اللہ رکھا صاحب آف جسوکے (فرقان بٹالین)	گجرات	پاکستان	1948ء
56	مکرم برکت علی خانصاحب ساکن داتہ زید کا (فرقان بٹالین)	پسرور	پاکستان	1948ء
57	چوہدری نصیر احمد صاحب	کشمیر محاذ	پاکستان	03.08.1948
58	مکرم منظور احمد صاحب اوجلی	کشمیر محاذ	پاکستان	07.12.1948
59	مکرم عبدالرزاق صاحب	کشمیر محاذ	پاکستان	21.12.1948
60	مکرم محمد اسلم مانگٹ صاحب	فرقان محاذ	پاکستان	1948ء
61	مکرم سخی منگ صاحب	کشمیر محاذ	پاکستان	16 / 17.01.1949
62	مکرم میاں غلام یٰسین صاحب	کشمیر محاذ	پاکستان	01.02.1949
63	مکرم محمد خانصاحب	فرقان محاذ	پاکستان	18.03.1949
64	مکرم بشیر احمد ریاض صاحب	مقبوضہ کشمیر	-	09.10.1949
65	مکرم عبدالرحمٰن صاحب	مقبوضہ کشمیر	-	1949ء
66	مکرم مبارک احمد بھٹی صاحب مربی سلسلہ	ربوہ	پاکستان	07.12.1971
67	محمد اشرف کھوکھر صاحب ولد محمد افضل کھوکھر صاحب	گوجرانوالہ	پاکستان	01.06.1974
68	مکرم بشیر احمد طاہر بٹ صاحب کنڈیارو	نواب شاہ	پاکستان	29.05.1974
69	مکرم چوہدری محمود احمد صاحب	گوجرانوالہ	پاکستان	01.06.1974
70	مکرم قریشی احمد علی صاحب	گوجرانوالہ	پاکستان	01.06.1974
71	مکرم سعید احمد خان صاحب	گوجرانوالہ	پاکستان	01.06.1974
72	مکرم بشیر احمد صاحب ابن مہر دین صاحب	گوجرانوالہ	پاکستان	01.06.1974
73	مکرم منیر احمد صاحب ابن مہر دین صاحب	گوجرانوالہ	پاکستان	01.06.1974
74	مکرم عنایت اللہ صاحب کنگی والا آف کھارا نزد قادیان	گوجرانوالہ	پاکستان	02.06.1974
75	مکرم نقاب شاہ مہمند صاحب مردان	پشاور	پاکستان	08.06.1974
76	مکرم سید آفتاب احمد صاحب	پشاور	پاکستان	08.06.1974
77	مکرم اسرار احمد خان آف ٹوپی	مردان	پاکستان	09.06.1974
78	سید مولود احمد بخاری صاحب	کوئٹہ	پاکستان	09.06.1974
79	مکرم مبارک احمد خان صاحب	بالاکوٹ	پاکستان	11.06.1974
80	مکرم سیٹھی مقبول احمد صاحب	جہلم	پاکستان	02.07.1974
81	مکرم عبدالحمید صاحب	کنری	پاکستان	03.10.1974
82	مکرم بشارت احمد صاحب	تہال	پاکستان	17.10.1974
83	مکرم مولوی سید موسیٰ صاحب	اڑیسہ	ہندوستان	03.12.1974
84	مکرم محمد الیاس عارف صاحب آف چھور	واہ کینٹ	پاکستان	1974ء
85	ملک محمد انور صاحب 45 موڑ	سانگلہ ہل	پاکستان	22.08.1978
86	مکرم محمد شفیق قیصر صاحب ابن محترم منشی محمد صادق صاحب	مانڈلے	رنگون	20.03.1979
87	ماسٹر نور احمد صاحب مولوی فاضل کوریل	مقبوضہ کشمیر	ہندوستان	15.04.1979
88	مکرم بشیر احمد رشید احمد صاحب	نیگومبو	سری لنکا	27.06.1979
89	مکرم ملک عبدالحفیظ صاحب مبلغ فجی	لمباسہ	فجی	16.08.1981

نمبر شمار	نام شہید	مقام	ملک	تاریخ شہادت
90	مکرم چوہدری مقبول احمد صاحب	پنوں عاقل	پاکستان	19.02.1982
91	مکرم بشارت الرحمٰن صاحب قمر	گوجرانوالہ	پاکستان	04.12.1982
92	مکرم ظاہر احمد صاحب آف روہڑی قائد ضلع لاہور	پنڈی بھٹیاں	پاکستان	1982ء
93	مکرم جواد رشید صاحب ایڈوکیٹ نائب قائد ضلع لاہور	پنڈی بھٹیاں	پاکستان	1982ء
94	مکرم خواجہ اعجاز احمد صاحب ناظم اطفال ضلع لاہور	پنڈی بھٹیاں	پاکستان	1982ء
95	ڈاکٹر مظفر احمد صاحب	ڈیٹرائٹ	امریکہ	08.08.1983
96	مکرم چوہدری عبد الحمید صاحب	محراب پور	پاکستان	10.04.1984
97	مکرم راؤ خالد سلیمان صاحب آف گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ	سکھر	پاکستان	11.05.1986
98	مکرم غلام ظہیر احمد صاحب	سوہاوہ	پاکستان	25.02.1987
99	مولوی محمد احمد اموسا منیبا صاحب	وا	غانا	18.09.1988
100	حافظ عبدالوہاب صاحب بلتستانی	ربوہ	پاکستان	14.10.1988
101	مکرم ڈاکٹر منور احمد صاحب	سکرنڈ	پاکستان	15.05.1989
102	مکرم نذیر احمد ساقی صاحب	چک سکندر	پاکستان	16.07.1989
103	مکرم رفیق احمد ثاقب صاحب	چک سکندر	پاکستان	16.07.1989
104	مکرم مبشر احمد صاحب تیاپور	کرناٹک	ہندوستان	30.06.1990
105	مکرم مبشر احمد چوہدری صاحب مبلغ نائیجیریا	نائیجیریا	نائیجیریا	17.02.1992
106	مکرم محمد اشرف صاحب شہید آف جلہن	گوجرانوالہ	پاکستان	16.12.1992
107	مکرم احمد نصر اللہ صاحب	لاہور	پاکستان	05.02.1994
108	مکرم وسیم احمد بٹ صاحب	فیصل آباد	پاکستان	30.08.1994
109	مکرم حفیظ احمد بٹ صاحب	فیصل اباد	پاکستان	30.08.1994
110	مکرم دلشاد حسین کچھی	لاڑکانہ	پاکستان	31.10.1994
111	مکرم مصطفیٰ علی صاحب عرف نٹو میاں	رائے گنج	بنگلہ دیش	21.05.1995
112	استاد اسمٰعیل صاحب تراولے آف گیمبیا	گنی بساؤ	گنی بساؤ	15.02.1996
113	محترم ابراہیم کنڈا صاحب	بورکینا فاسو	بورکینا فاسو	21.06.1996
114	مکرم محمد صادق صاحب چٹھہ داد	حافظ آباد	پاکستان	08.11.1996
115	مکرم مظفر احمد صاحب شرما	شکارپور	پاکستان	12.12.1997
116	استاد ابوبکر طورے صاحب گیمبیا	گنی بساؤ	گنی بساؤ	15.12.1998
117	مکرم ناصر فاروق سندھو صاحب ابن رشید احمد اختر صاحب	بہاولپور	پاکستان	13.04.1999
118	مکرم ممتاز الدین صاحب	کھلنا	بنگلہ دیش	08.10.1999
119	مکرم علی اکبر صاحب	کھلنا	بنگلہ دیش	08.10.1999
120	مکرم جہانگیر حسین صاحب ابن مکرم اکبر حسین صاحب	کھلنا	بنگلہ دیش	08.10.1999
121	مکرم نورالدین صاحب	کھلنا	بنگلہ دیش	08.10.1999
122	مکرم محب اللہ صاحب	کھلنا	بنگلہ دیش	08.10.1999
123	مکرم اکبر حسین غازی صاحب ابن مکرم ابوبکر صدیق صاحب	کھلنا	بنگلہ دیش	08.10.1999
124	مکرم افتخار احمد صاحب	گھٹیالیاں	پاکستان	30.10.2000
125	مکرم شہزاد احمد صاحب ولد محمد بشیر صاحب	گھٹیالیاں	پاکستان	30.10.2000
126	مکرم عباس علی صاحب ولد مکرم فیض احمد صاحب	گھٹیالیاں	پاکستان	30.10.2000
127	مکرم ماسٹر ناصر احمد صاحب امیر جماعت تخت ہزارہ سرگودھا	تخت ہزارہ	پاکستان	10.11.2000
128	مکرم عارف محمود صاحب ابن مکرم نذیر احمد صاحب رائے پوری	تخت ہزارہ	پاکستان	10.11.2000
129	عزیز مبارک احمد صاحب ولد جمال الدین صاحب	تخت ہزارہ	پاکستان	10.11.2000
130	عزیز مدثر احمد صاحب ابن مکرم منظور احمد صاحب	تخت ہزارہ	پاکستان	10.11.2000
131	مکرم طاہر احمد صاحب ابن مکرم چوہدری نور احمد صاحب سدووالہ نیواں	نارووال	پاکستان	14.09.2001
132	مکرم نعیم احمد نسیم صاحب آف گولیکی	گجرات	پاکستان	17.10.2001
133	مکرم مقصود احمد صاحب ابن مکرم نور محمد صاحب	فیصل آباد	پاکستان	01.09.2002
134	مکرم عبد الوحید صاحب ابن مکرم عبدالستار صاحب	فیصل آباد	پاکستان	24.11.2002
135	مولوی عبدالعلی صاحب	کابل	افغانستان	--
136	مکرم عابد خان صاحب۔مونگ	منڈی بہاؤالدین	پاکستان	07.10.2005
137	مکرم یاسر احمد صاحب۔مونگ	منڈی بہاؤالدین	پاکستان	07.10.2005
138	مکرم نوید احمد صاحب۔مونگ	منڈی بہاؤالدین	پاکستان	07.10.2005
139	مکرم عبدالمجید صاحب۔مونگ	منڈی بہاؤالدین	پاکستان	07.10.2005
140	مکرم راجہ لہراسپ صاحب۔مونگ	منڈی بہاؤالدین	پاکستان	07.10.2005
141	مکرم محمد اقبال صاحب ولد محمد سائیں نارنگ منڈی	شیخوپورہ	پاکستان	06.11.2005

نمبرشمار	نام شہید	مقام	ملک	تاریخ شہادت
142	مکرم نعیم محمود صاحب ولد محمد نصیب صاحب داتہ زید کا	سیالکوٹ	پاکستان	19.12.2005
143	مکرم ہمایوں وقار صاحب ولد مکرم سعید احمد ناصر صاحب	شیخوپورہ		پاکستان
144	مکرم شیخ سعید احمد صاحب منظور کالونی	کراچی	پاکستان	13.09.2008
145	مکرم ڈاکٹر شیراز احمد صاحب باجوہ	ملتان	پاکستان	14.03.2009
146	مکرم عطاء الکریم نون صاحب	ملتان	پاکستان	06.08.2009
147	مکرم ذوالفقار احمد منصور صاحب (اغواہ کر کے شہید کیا گیا)	کوئٹہ	پاکستان	11.10.2009
148	مکرم شیخ آصف جاوید صاحب ولد شیخ مسعود جاوید صاحب	فیصل آباد	پاکستان	01.04.2010
149	مکرم شیخ شمیم احمد صاحب ولد شیخ نعیم احمد صاحب	لاہور	پاکستان	28.05.2010
150	مکرم احسان احمد خان صاحب ولد مکرم وسیم احمد خان صاحب	لاہور	پاکستان	28.05.2010
151	مکرم عبدالرحمان صاحب (نومبائع) ولد ڈاکٹر محمد جاوید اسلم صاحب	لاہور	پاکستان	28.05.2010
152	مکرم سجاد اظہر بھروانہ صاحب ولد مہر اللہ یار صاحب	لاہور	پاکستان	28.05.2010
153	مکرم ڈاکٹر عمر احمد صاحب ابن مکرم ڈاکٹر عبدالشکور میاں صاحب	لاہور	پاکستان	28.05.2010
154	مکرم چوہدری امتیاز احمد صاحب ولد چوہدری نثار احمد صاحب	لاہور	پاکستان	28.05.2010
155	مکرم ناصر محمود صاحب ولد محمد عارف نسیم صاحب	لاہور	پاکستان	28.05.2010
156	مکرم کامران ارشد صاحب ابن مکرم محمد ارشد قمر صاحب	لاہور	پاکستان	28.05.2010
157	مکرم اعجاز احمد بیگ صاحب ابن مکرم محمد انور بیگ صاحب	لاہور	پاکستان	28.05.2010
158	مکرم عرفان احمد ناصر صاحب ابن مکرم عبدالمالک صاحب	لاہور	پاکستان	28.05.2010
159	مکرم محمد آصف فاروق صاحب ابن مکرم لیاقت علی صاحب	لاہور	پاکستان	28.05.2010
160	مکرم محمد شاہد صاحب ابن مکرم محمد شفیع صاحب	لاہور	پاکستان	28.05.2010
161	مکرم ولید احمد صاحب ابن مکرم چوہدری محمد منور صاحب	لاہور	پاکستان	28.05.2010

نمبرشمار	نام شہید	مقام	ملک	تاریخ شہادت
162	مکرم عمیر احمد ملک صاحب ابن مکرم ملک عبدالرحیم صاحب	لاہور	پاکستان	28.05.2010
163	مکرم مسعود احمد صاحب بھٹی ابن مکرم احمد دین صاحب بھٹی	لاہور	پاکستان	28.05.2010
164	مکرم مرزا شاہل منیر صاحب ابن مکرم مرزا محمد منیر صاحب	لاہور	پاکستان	28.05.2010
165	مکرم نورالامین صاحب ابن مکرم نذیر نسیم صاحب	لاہور	پاکستان	28.05.2010
166	مکرم انیس احمد صاحب ولد مکرم صوبیدار منیر احمد صاحب	لاہور	پاکستان	28.05.2010
167	مکرم منور احمد صاحب ولد مکرم صوبیدار منیر احمد صاحب	لاہور	پاکستان	28.05.2010
168	مکرم سعید احمد طاہر صاحب ابن مکرم صوفی منیر احمد صاحب	لاہور	پاکستان	28.05.2010
169	مکرم مرزا منصور بیگ صاحب ابن مکرم مرزا سرور بیگ صاحب	لاہور	پاکستان	28.05.2010
170	مکرم منصور احمد صاحب شہید ابن مکرم عبدالحمید جاوید صاحب	لاہور	پاکستان	28.05.2010
171	مکرم حسن خورشید اعوان صاحب ابن مکرم ملک خورشید اعوان صاحب	لاہور	پاکستان	28.05.2010
172	مکرم وسیم احمد صاحب ابن مکرم عبدالقدوس صاحب آف یون نگر	لاہور	پاکستان	28.05.2010
173	مکرم ڈاکٹر نجم الحسن صاحب اورنگی ٹاؤن	کراچی	پاکستان	16.08.2010
174	مکرم شیخ عامر رضا ابن مکرم شیخ مشتاق احمد صاحب شہید	مردان	پاکستان	ستمبر 2010ء
175	مکرم شیخ عمر جاوید صاحب ابن مکرم شیخ جاوید احمد صاحب	مردان	پاکستان	دسمبر 2010ء
176	مکرم توباکوس چاندرا مبارک صاحب (Tubaqus Chandra Mubarak)	cikesik	انڈونیشیا	فروری 2011ء
177	مکرم احمد ورسونو صاحب (Warsono)	چِک یُوسِک	انڈونیشیا	فروری 2011ء
178	مکرم رونی پساران صاحب	چِک یُوسِک	انڈونیشیا	فروری 2011ء
179	مکرم منیر احمد آف بیگو وال	مردان	پاکستان	10.02.2011

نمبر شمار	نام شہید	مقام	ملک	تاریخ شہادت
180	مکرم رانا ظفراللہ صاحب ابن مکرم محمد شریف صاحب آف سانگھڑ	سانگھڑ	پاکستان	18.03.2011
181	مکرم سفیر احمد بٹ صاحب ابن مکرم حمید احمد بٹ صاحب	کراچی	پاکستان	25.09.2011
182	مکرم نوید احمد صاحب ابن ثناء اللہ صاحب	کراچی	پاکستان	14.09.2012
183	مکرم محمد احمد صدیقی صاحب	کراچی	پاکستان	15.09.2012
184	مکرم سعد فاروق صاحب ابن مکرم فاروق احمد کاہلوں صاحب	کراچی	پاکستان	19.10.2012
185	مکرم منظور احمد صاحب ابن مکرم نواب خان صاحب	کوئٹہ	پاکستان	11.11.2012
186	مکرم مقصود احمد صاحب ابن مکرم نواب خان صاحب	کوئٹہ	پاکستان	07.12.2012
187	مکرم جواد کریم صاحب ابن مکرم کریم احمد صاحب	لاہور	پاکستان	17.06.2013
188	مکرم ملک اعجاز احمد صاحب ولد مکرم ملک یعقوب احمد صاحب اور نگی ٹاؤن	کراچی	پاکستان	04.09.2013
189	مکرم اعجاز احمد کیانی صاحب ابن مکرم بشیر احمد کیانی صاحب اور نگی ٹاؤن	کراچی	پاکستان	18.09.2013
190	مکرم خالد احمد البراقی مرحوم سیریا	دمشق	شام	28.10.2013
191	عزیزم ارسلان سرور ابن مکرم محمد سرور صاحب	راولپنڈی	پاکستان	14.01.2014
192	مکرم رضی الدین صاحب ابن مکرم محمد حسین صاحب	کراچی	پاکستان	08.02.2014
193	مکرم محمد امتیاز احمد صاحب ابن مکرم مشتاق احمد صاحب طاہر	نوابشاہ	پاکستان	14.07.2014
194	مکرم لقمان شہزاد صاحب ابن مکرم اللہ دتہ صاحب آف بھڑی شاہ رحمان	گوجرانوالہ	پاکستان	27.12.2014
195	مکرم نعمان احمد نجم ابن مکرم چوہدری مقصود احمد باجوہ صاحب	کراچی	پاکستان	21.03.2015
196	مکرم اکرام اللہ صاحب شہید ابن مکرم کریم اللہ صاحب آف تونسہ شریف	ڈیرہ غازی خان	پاکستان	19.08.2015

نمبر شمار	نام شہید	مقام	ملک	تاریخ شہادت
197	مکرم یونس عبدل جلیلوف (Yunusjan Abdujalilov) صاحب	کاشغر کِشتاک	قرغیزستان	22.12.2015
198	مکرم قمر الضیاء صاحب ابن مکرم محمد علی صاحب کوٹ عبدالمالک	شیخوپورہ	پاکستان	01.03.2016
199	مکرم شوکت غنی صاحب ابن مکرم قاضی عبدالغنی صاحب	آزاد کشمیر	پاکستان	03.04.2016
200	مکرم تنویر احمد لون صاحب ناصر آباد کشمیر	آزاد کشمیر	پاکستان	25.11.2016
201	مکرم مبین احمد صاحب ابن مکرم محبوب احمد صاحب	کراچی	پاکستان	07.07.2018
202	مکرم محمد ظفراللہ صاحب ابن مکرم لیاقت علی صاحب	کراچی	پاکستان	07.07.2018
203	مکرم محمد ظفراللہ صاحب ابن مکرم بشارت احمد صاحب	ننکانہ	پاکستان	29.08.2018
204	ڈاکٹر طاہر محمود صاحب شہید ابن طارق محمود صاحب مڑھ بلوچاں	ننکانہ	پاکستان	20.11.2020
205	مکرم سید طالع احمد صاحب ابن سید ہاشم اکبر صاحب	غانا	غانا	24.08.2021
206	مکرم عبدالسلام صاحب ابن ماسٹر منور احمد صاحب صدر جماعت ایل پلاٹ	اوکاڑہ	پاکستان	17.05.2022

پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’ان احمدی شہداء نے تو اپنے عہدوں اور وفاؤں کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔انہوں نے دنیا کو پیچھے دھکیلا اور خدا تعالیٰ سے قرب میں بڑھتے چلے گئے۔ یہ قربانیاں، یہ امتحان، یہ عارضی ابتلا ہماری ترقی کی رفتار تیز کرنے والے ہیں۔‘‘

پھر فرمایا کہ

’’آئندہ دنیا کے افق پر احمدیت کی فتوحات اُبھر رہی ہیں۔شہداء کی قربانیاں ہمارے ایمانوں میں بھی اضافے کا موجب بن رہی ہیں۔ہمیں صرف اس بات پر ہی تسلی نہیں پکڑنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ قربانیوں کو ضائع نہیں کرتا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں تجھے فتوحات دوں گا، یہ تو ہو گا اور انشاء اللہ تعالیٰ یقیناً ہو گا۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ31 دسمبر 2010ء)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ سے جو وعدے کئے ہیں وہ یقیناً پورے ہوں گے اور آخری فتح یقیناً جماعت احمدیہ کی ہی ہو گی۔یہ قربانیاں جو خدام احمدیت نے دی ہیں، دیتے جا رہے ہیں، جس کی انتہاء 2010ء کے سال میں بھی ہوئی،یہ قربانیاں انشاء اللہ کبھی رائیگاں نہیں جائیں گی۔ احمدیت کا پیغام اور تعارف،اسلام کی امن پسند تعلیم کا پیغام دنیا کے ہر کونے میں کثرت سے پہنچنا؛ یہ ان قربانیوں کا ہی نتیجہ ہے۔اور یہ سلسلہ چلتا چلا جارہا ہے۔ان پیارے شہیدوں نے اپنا خون بہا کر ہمیں دعاؤں اور تدبیروں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پس ہمیں چاہیے کہ اس طرف بھرپور توجہ دیں۔اللہ تعالیٰ ان قربانیوں کو اپنی جناب سے قبول فرمائے۔آمین۔

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

بقیہ: صحابہؓ کے جذبۂ عشق کے نظارے…… از صفحہ 6

الفت میں رنگین ہوجاتے ہیں کہ من توشدم تومن شدی والا حال ہوجاتا ہے۔

کچھ اسی قسم کی محبت کا احوال پڑھیں اور سر دُھنیں

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب سرساوی بیان فرماتے ہیں۔

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق اس قدر بلند و بالا تھے کہ آپ کا ہر ایک خادم اس یقین سے لبریز رہتا تھا کہ میرے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس قدر مُجھ سے محبت فرماتے ہیں اور کسی سے محبت نہیں فرماتے۔ ان اخلاق عالیہ کی وجہ سے ہم نے تمام دنیا کو کاٹ کر ایک طرف پھینک دیا اور صرف حضورؑ کے ہی ہو گئے۔

حضور کی سادگی اور محبت ایک ایسی چیز تھی کہ ہم کو آپؑ کی محبت کے سوا تمام دنیا کی زینتیں ہیچ نظر آتی تھیں اور ہم ان سے ایسے متنفر ہوگئے تھے کہ آج بھی ہم سادگی سے ہی پیار کرتے ہیں۔ سچ پوچھو تو پیار کرنا ہم نے حضورؑ ہی سے سیکھا۔ اسی لیے وہ آج تک ہم کو ایسا پیارا ہے کہ اس کے بغیر ہماری زندگی کا مزہ جاتا رہا۔ وہ ایک ایسا نور تھا کہ اس کے بغیر ہم اندھے معلوم ہوتے ہیں۔ حضورؑ نے ہی ہم کو وقار سکھایا اور حضورؑ نے ہی ہم کو باتمیز بنایا تھا۔

آہ! میرے پیارے میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ تیری پاک بہادری نے ہم کو بہادری سکھائی اور تیرے حیاء نے ہمیں باحیاء بنادیا۔ تیری چشم پوشی نے ہمیں چشم پوش بنادیا اور تیرے ہی حلم نے ہم کو حلیم بنادیا۔ ورنہ ہم میں حلم کہاں تھا۔

آہ! میرے پیارے تیرے دامن کو پکڑ کر ہم نے تیری عفت سے عفت سیکھی ورنہ ہم میں عفت کہاں تھی۔ تیرے ادب سے ہم نے ادب کرنا سیکھا ورنہ ہم میں ادب کہاں تھا۔ میرے پیارے آقا تجھ پر سلام اور رحمتیں ہوں تو ایسا کامل استاد تھا کہ تو نے ہم کو سب کچھ سکھا دیا۔‘‘

(الحکم 7 دسمبر 1936ء جلد جلد 39 نمبر 29 صفحہ 3)

حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس پاک مجلس تھی

حضرت سرساویؓ مزید فرماتے ہیں:

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں قال اللہ وقال الرسول کی باتیں ہی ہوا کرتی تھیں۔ جن سے آپ کی غرض تزکیہ نفس ہی ہوتی تھی۔ آپ کو اپنی جماعت کے اخلاق کا بہت ہی خیال رہتا تھا۔ چھوٹی سے چھوٹی برائی بھی آپ اپنی جماعت کو بتاتے کہ یہ دیکھنے میں اور سننے میں چھوٹی نظر آتی ہے۔ مگر اس کا انجام آخر میں بڑا بن جاتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق ہی ایسے تھے کہ جس نے غور سے آپ کے اخلاق کو دیکھا وہی سرخم تسلیم ہوجاتا تھا اور آپ کی محبت میں چُور ہوجاتا تھا اور آپ کی جدائی کو پسند ہی نہ کرتا تھا اور دھونی رما کر آپؑ کے ہی قدموں میں گر جاتا تھا اور گیند کی طرح لوگوں کی ٹھوکریں کھا کر بھی آپؑ کی جدائی کو پسند نہ کرتا تھا۔ یہ تھے میرے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق حسنہ۔‘‘

(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ نمبر 6 کمپوزڈ صفحہ 60 تا 82)

’’آپؑ کی مجلس میں بہت زیادہ ذکر اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا اور اس کی نکتہ نوازیوں کا ہوتا تھا۔ اور آپؑ ایسے پاک الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا ذکر فرماتے کہ ہمیں یہ محسوس ہوا کرتا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ خود اس مجلس میں نازل ہیں اور ہمارے دلوں سے دنیا کی محبت کو مٹا کر اپنی محبت ہمارے دلوں میں بھر رہے ہیں۔ اللہ اللہ کیسی خدا نما مجلس آپؑ کی تھی کہ دنیا ہماری نظروں میں ہیچ ہوجاتی تھی اور مردار کی طرح نظر آنے لگتی تھی۔

دوسری بات آپ کی مجلس میں خاص بات یہ ہوتی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے پاک نبیوں اور اس کے رسول کا ذکر بہت کثرت سے ہوا کرتا تھا اور خاص کر آنحضرت ﷺ کی سیرت پاک کا اتنا ذکر ہوتا تھا۔ کہ سینکڑوں ہزاروں درود آپؐ کے نام کو سن کر بھیجے جاتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدوں کی محبت سے ہم سرشار ہوجایا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی پاک محبت کا نقشہ ایسا جم جاتا تھا۔ کہ وہ اثر کئی کئی دن ہمارے دلوں میں رہتا تھا۔ بعض وقت تو ہمارے دل یہ محسوس کرنے لگتے تھے کہ اب اس وقت تمام بندوں کی روحیں اس مجلس میں جمع ہیں۔‘‘

(الحکم 21 جنوری 1937ء جلد 40 نمبر 2 صفحہ 3)

یہ وہ ہستیاں تھیں جو آج ہم میں موجود نہیں مگر ان کے نمونے ہمارے پاس ہیں، جن پر عمل کرتے ہوئے ہم بھی ان کی خُوبُو میں رنگین ہوسکتے ہیں اور ایک ایسی جماعت تیار کرسکتے ہیں کہ جن کی نسبت مسیح دوراں نے ارشاد فرمایا تھا کہ ’’میری طرف سے کسی امر کا ارشاد ہوتا ہے اور وہ تعمیل کے لئے تیار‘‘

یہی جذبہ عشق وفدائیت ہے جو فی زمانہ ہمیں اپنے امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حضور پیش کرنا چاہئے اور خلافت سے ایسا زندہ تعلق قائم کر لیا جائے کہ ادھر سے کوئی حکم ہو اور ادھر دیوانہ وار اس کی تعمیل کو دوڑ پڑیں اور یہ وہ طریق ہے کہ جس کے ذریعہ سے ہم دین و دنیا میں کامیاب ہوسکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ایک سبق آموز بات

جب بیت الخلاء میں جانا ہو تو حتیٰ الوسع گفتگو سے پرہیز کرنا چاہیے۔ آجکل موبائل فونز کی وجہ سے اور بلیوٹوتھ ڈیوائیسز کی وجہ سے اکثر یہ بات پبلک مقامات کے ٹوائیلٹس میں مشاہدہ کی جاتی ہے کہ لوگ فون پر بات کرتے کرتے ٹوائیلیٹ میں داخل ہوتے ہیں اور مسلسل فون پر محو گفتگو رہتے ہیں، اس عادت کی وجہ سے نہ ان کو وقت کا احساس رہتا ہے کہ وہ کتنی دیر سے اندر ہیں اور نہ ہی یہ احساس رہتا ہے کہ باہر اور لوگ بھی ٹوائیلیٹ استعمال کرنے کے انتظار میں کھڑے ہیں۔

طاہر احمد۔ نمائندہ الفضل آن لائن فن لینڈ

طلوع وغروب آفتاب

5/ اگست 2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:33	18:58
مدینہ منورہ	04:27	19:03
قادیان	04:15	19:22
ربوہ	03:55	19:02
اسلام آباد ٹلفورڈ	04:04	20:44

فقہی کارنر

اسلام عورتوں کے حقوق کا ضامن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی۔ مختصر الفاظ میں وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ ہر ایک قسم کے حُقوق بیان فرمادئے ہیں۔ یعنی جیسے حقوق مردوں کے عورتوں پر ہیں ویسے ہی عورتوں کے مردوں پر بھی ہیں۔ بعض لوگوں کا حال سنا جاتا ہے کہ ان بچاریوں کو پاؤں کی جوتی کی طرح جانتے ہیں اور ذلیل ترین خدمات ان سے لیتے ہیں۔ گالیاں دیتے، حقارت کی نظر سے دیکھتے اور پردہ کے حکم کو ایسے ناجائز طریق سے کام میں لاتے ہیں کہ گویا وہ زندہ درگور ہوتی ہیں۔

چاہئے کہ عورتوں سے انسان کا دوستانہ طریق اور تعلق ہو۔ اصل میں انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں۔ اگر ان سے اس کے تعلقات اچھے نہیں تو پھر خدا سے کس طرح ممکن ہے کہ صلح ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ۔ اپنی بیوی سے اچھا سلوک کرنے والا ہی تم میں سے بہترین ہے۔

(الحکم نمبر 18 جلد 7 مؤرخہ 17/ مئی 1903ء صفحہ 12)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)